

# فُرَاتِ فِکَر

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

مُحْسِنِ نَقْوِی



مَاورا پبلشرز ۶۰ شاہراہ قائد اعظم، لاہور

باذوق لوگوں کے لیے  
ہماری کتابیں  
خوبصورت کتابیں  
توزین و اہتمام اشاعت  
نوالد شریف



### ضابطہ

بار اول : ۱۹۹۶ء  
نُسخہ نویسی : عبدالمستین  
مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس لاہور  
قیمت : ۱۵۰/- روپے

# ترتیب

## اختساب

۱	—	ابتداءئے سخن ، ۹
۲	—	ورد کا جھونکا ، ۱۳
۳	—	قریۃ ادراک ، ۱۶
۴	—	یہ سرزمینِ حرم ، ۲۲
۵	—	بعد از خدا ، ۲۴
۶	—	ہدیۂ نعت ، ۲۹
۷	—	ارمغانِ نعت ، ۳۲
۸	—	نعت ، ۳۴
۹	—	نعت ، ۳۷
۱۰	—	تمام حمد ہے ، ۳۹
۱۱	—	ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں ، ۴۰
۱۲	—	شمعِ شبستانِ رسالت ، ۴۲
۱۳	—	دستِ کبریا ہے علیؑ ، ۴۹
۱۴	—	زمینِ حرم پر — وردِ علیؑ ، ۵۲
۱۵	—	ایوانِ فاطمہؑ ، ۶۷
۱۶	—	تسلیم کہ دنیا میں !..... ، ۷۰
۱۷	—	ہے محیطِ حیاتِ حُسنِ حسنؑ ، ۷۲
۱۸	—	دوستِ صاحبِ کردار بنو ، ۸۳
۱۹	—	بصد رکوع و سجود و قیام کہنا ہے ، ۸۵
۲۰	—	صبرِ شبیر کے سجدے سے ظفرِ یاب ہوا ، ۸۷

- ۲۱ — آدم سادات ، ۹۶
- ۲۲ — کیا خاک وہ ڈریں گے لحد کے حساب سے ، ۱۰۱ (سلام حلال علیہ)
- ۲۳ — صادق آل محمد ، ۱۰۳
- ۲۴ — معراجِ قلم ، ۱۱۰
- ۲۵ — خمارِ صدق ، ۱۱۸
- ۲۶ — طلوعِ شمسِ امامت ، ۱۲۰
- ۲۷ — (دیکھنا ترسہ ہے کتنا محترم عباس کا) ، ۱۲۹
- ۲۸ — کلیمِ طورِ وفا ، ۱۳۱
- ۲۹ — یوسفِ آلِ محمد ، ۱۳۶
- ۳۰ — ملکہِ دشتِ وفا ، ۱۴۰
- ۳۱ — کربلا سے جو مری سمت ہوئیں انہیں ، ۱۴۴
- ۳۱ — پھر آیا ہے محرم کا مہینہ ، ۱۴۶
- ۳۲ — مری آنکھوں میں جو اشکوں کی جھڑی ہے لوگو ، ۱۴۸
- ۳۳ — یادِ زینب کو جو عباس کے بازو آئے ، ۱۵۰
- ۳۴ — غمِ شبیر اپنی زندگی ہے ، ۱۵۱
- ۳۵ — شبیر تیرا غم بھی عجب سلسیل ہے ، ۱۵۳
- ۳۶ — کربلا میں غلہ کا جب در کھلا ، ۱۵۴
- ۳۷ — سرمایہ دیں دولتِ احساس ہے اصغرؑ ، ۱۵۶
- ۳۸ — دکھتے ہوئے دلوں کی صدا ماتم حسینؑ ، ۱۵۷
- ۳۹ — ماتم کرو کہ عظمتِ انساں اُداس ہے ، ۱۵۹
- ۴۰ — بے ردا شہر کی گلیوں سے گزر زینب کا ، ۱۶۱
- ۴۱ — حینیت بھی عجب سلطنت ہے بے خبرو ، ۱۶۳
- ۴۲ — عقیلہ بنی ہاشمؑ ، ۱۶۴
- ۴۳ — قطعات ، ۱۶۹
- ۴۴ — التماسِ دُعا ، ۱۸۹

## انتساب

حُصَيْنٌ مُصْحَفٍ نَاطِقٍ، خَطِيبٍ نُوَكِّسْنَا!  
کہاں سے لفظ تراشوں، میں کیا کلام کروں؟  
نظر پڑے ترے نقشِ قدم کی خاک جہاں  
وہیں پہ نصب میں ادراک کے خیام کروں!  
جو رزقِ نطق عطا ہو ترے کرم سے مجھے  
تو نہیں بھی آرزوئے جرأتِ "سلام" کروں!  
نہ پوچھ اپنی سخاوت کے ایک پل کا اثر!!  
جو بک پڑے تو "زمانے" اسیر دام کروں!  
ملے جو اذن تو دے کہ تجھے خراجِ حیات  
میں اپنی بخششِ پیہم کا اہتمام کروں؟  
جہاں پناہ، تری نذر کر کے لفظ اپنے  
نُحْمَارِ اَجْسَر سے لبریز دل کا جام کروں!

تقسیم کوثر و زم زم، غرورِ تشنہ لبی!  
"فُراتِ فکر" کی ہر موج تیرے نام کروں!!

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

## ابتدائے سخن (حمد)

میں اُس کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے سخن!  
”ضمیرِ کُن“ سے اُگتا ہے جو زمین و زمیں

شُعاعِ لوحِ خفی سے تراشتا ہے وجود۔!  
غبارِ قافِ قلم سے اُجالتا ہے بدن!!

اُسی کے دستِ کرم سے جہاں میں بٹتا ہے  
تمام صُبح کا سونا — تمام رات کا دھن

اُسی کے واسطے محشر، اُسیرِ امیرِ ظہور!  
اُسی کے حکم سے دُنیا۔ نمُو کی لے میں مگن

وہی تو ہے جو ہواؤں کو دے کے اذنِ خرام  
سمندروں کی جبین پر اُبھارتا ہے شکن !!

اُسی کے لطف و کرم سے کشیدِ ابر بہار  
سجائے بطنِ صدف میں لبِ گہر پہ کرن

اُسی کے حُسنِ سُخا سے حدِ نگاہ میں ہے  
جہاں میں بہرِ غزالاں فضا ئے دشتِ دُمن

زمین پہ نصب کیے اُس نے پتھروں کے خیام  
یہ کو ہسار، سمیٹیں جو آسمان کی پھین

اُسی کے معجزہ کُن کے نقشِ ہائے جمیل !  
یہ مرغزار یہ جھرنوں میں غُسل کرتے چمن

وہی محیطِ قضا و قدرِ ورائے خیال !  
وہی ہے چارہ گرِ اضطرابِ رنج و محن !

اُسی کی بخششِ پیہم کے گیت گاتے ہیں  
وہ طائرانِ فلک بخت ہوں کہ زارغ و زعن



اُسی کا ذکر کریں اہلِ دل کہ دُنیا میں  
بڑھے لہو کی روانی، مٹے دلوں کی تھکن

وہ کردگارِ دو عالم، خبیرِ سرِ خفی! —  
رفیقِ دل زدگانِ کبریاے رمزِ کھن

جو بندگی کو ہدایت کا نور دیتا ہے  
جو آگہی کو سکھاتا ہے مصطفیٰ کا چلن

وہ ربِّ نطقِ دل و حباں وہ کبریا میرا  
اُسی کے اذن سے حاصل مجھے متاعِ سخن

جھکائیں سامنے اُس کے تو سرِ خرو بھی ہوا  
نہ شرمسار ہے سجدہ نہ ہے حبیبیں یہ شکن

عجب سخی ہے کہ اُس سے سوالِ کمر کے سدا  
نہ ہاتھ شل ہوئے میرے نہ ہے زباں میں تھکن

شفاعتِ شبِ لطیفِ نصیب ہو تو مجھے  
نہ مال و زر کی ہوس ہے نہ حرصِ لغلِ یمن

اُسی کے حُسن پہ سوچا تو اپنی آنکھوں میں  
تمام رنگ بکھرتے گئے چمن بہ چمن!

نوبہ حُسد وہ بخشے کبھی بقیضِ رسولؐ  
کبھی بنامِ علیؑ دے وہ مجھ کو رزقِ سُخن

یہ سانسِ صدقہٴ زہرا میں دی اُسی نے مجھے  
دُرِ بتولؑ کہ ہے لوحِ معرفت کا متن!

وہ دے گا دل کو ابھی اور نعمتیں محسن  
بنامِ عکسِ جمالِ رُبحِ حُسن و حُسن

## دُرود کا جھونکا !

سکوتِ حرف کو اذن بیان دیتا ہے !  
وہ دشتِ فکر میں اب بھی اذان دیتا ہے  
سیاہ شب کی ہتھیلی پہ کاڑھ کر جگنو  
وہ رہروں کو سحر کا نشان دیتا ہے

کبھی جو مجھ سے الجھتا ہے دوپہر کا عذاب  
وہ میرے سر پہ کرم اپنا تان دیتا ہے  
وہی تو ہے جو رتوں کے شکار کرنے کو  
گھٹا کے ہاتھ دھنک کی کمان دیتا ہے

میری خُطّا کو ہے مُختر میں جُستجو اُس کی !  
جو لغزشوں کو ہمیشہ امان دیتا ہے

میں پر شکستہ سہی اُس کے شہر میں ہوں جہاں  
زمین پہ بھی وہ مجھے آسمان دیتا ہے !

ازل سے دل ہے اُسی مہرباں سُحّی کا اسیر  
جو حوصلوں کو ابد تک اُڑان دیتا ہے !

میں حرف و صوت کی خیرات اُس سے مانگتا ہوں  
جو پتھروں کو بھی رزقِ زبان دیتا ہے !

کٹے جو ہجر تو کچھ احبِ انتظار ملے  
کہ لمحہ لمحہ یہ دل امتحان دیتا ہے

سکوتِ شب میں اُبھرتے درود کا جھونکا  
سماعتوں کو تر مٹی داستان دیتا ہے !

میں بے بساط بشر تجھ یہ کیا نثار کروں  
تر مٹی ادا پہ تو جب سبیل جان دیتا ہے

شبِ سیاہ میں طوفاں ہو جب ستارہ شکار  
وہ کشتیوں کو وہاں بادبان دیتا ہے!

کچھ اس لیے بھی میں اب اُس پہ سوچتا ہوں بہت  
مجھے یقین کی دولت گمان دیتا ہے!

مرا سخی مرے ہر شعر کے عوض محسن  
مجھے بہشت بریں میں مکان دیتا ہے

## قریۂ ادراک

الہام کی رم جھم کہیں بخشش کی گھٹا ہے  
یہ دل کانگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے

سانسوں میں مہکتی ہیں مناجات کی کلیاں  
کلیوں کے کٹوروں میں ترا نام لکھا ہے !!

گلیوں میں اُترتی ہیں ملائک کی قطاریں  
احساس کی بستی میں عجب جشن بپا ہے !!

ہے قریۂ ادراک منور ترے دم سے  
ہر ساعت خوش بخت جہاں نعمہ سرا ہے

سُن لے گا مرا ماجرا تو بھی کہ ازل سے  
پیع نام بردیدہ و دل موج صبا ہے

ہیں نہ  
تو مرکز

ہے تیرے  
وہ یوں

آیات  
لفظوں

خوش  
مہتاب

ہیں نذر تری بارگہ ناز میں افکار۔ !  
تو مرکزِ دلداری ارباب وفا ہے

اب کون حدِ حسنِ طلب سوچ سکے گا؟  
کونین کی وسعت تو تہِ دستِ دُعا ہے

ہے تیری کسک میں بھی دھمکِ حشر کے دن کی  
وہ یوں کہ مراقبہ جاں گونج اٹھا ہے !

اعصاب پہ حاوی ہے سدا ہیبتِ اقراء  
جبریلِ مؤدت کو یہ دلِ عنبرِ حرا ہے

آیات کے جھرمٹ میں ترے نام کی مسند  
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جڑا ہے

اک بار تر نقشِ قدم چوم لیا تھا۔ !  
سو بار فلکِ شکر کے سجدے میں جھکا ہے

خورشیدِ تری رہ میں بھٹکتا ہوا جگنو  
مہتابِ ترا ریزہ نقشِ کعبِ پا ہے

کی کلیاں  
لکھا ہے !!

ے دم سے  
نہ سہا ہے

تلمیح شبِ فترتِ ترا عکسِ تبسم  
”نوروز“ ترا حُسنِ گریبانِ قبا ہے

ہر صبحِ ترے فرقِ فلکِ ناز کا پرتو  
ہر شامِ ترے دوشِ مُعلیٰ کی ردا ہے

تارے، ترے رہوار کے قدموں کے شرارے  
گردوں ترا درِ یوزہ گہ آبلہ پایا ہے !!

یا تیرے خد و خال سے خیرہ نہ و انجس  
یادِ دھوپ نے سایہ ترا خود اوڑھ لیا ہے

یا رات نے پہنی ہے ملاحِستِ تری تن پر  
یادِ دنِ ترے اندازِ صبا حِست پہ گیا ہے !!

یاسین، ترے اسمِ گرامی کا ضمیمہ  
ہے نوں تری مدحِ قلمِ تیری ثناء ہے

واللّیل ترے سایہ گیسو کا تراشہ  
”والعصر“ تری نیم نگاہی کی آوا ہے



فاقوں سے خمیدہ ہے سدا قامتِ درباں  
ٹھوکر میں مگر سلسلہٴ ارض و سما ہے

غیروں پہ بھی الطاف ترے سب سے الگ تھے  
اپنوں پہ نوازش کا بھی اندازِ جدا ہے ✓

دل میں ہو تری یاد تو طوفان بھی کنار  
حاصل ہو ترا لطف تو صرصر بھی صبا ہے ✓

لمحوں میں سمٹ کر بھی ترا درد ہے تازہ  
صدیوں میں بکھر کر بھی ترا عشقِ نیا ہے

دیکھوں تو ترے ہد کی غلامی میں ہے شاہی ✓  
سوچوں تو ترا شوق مجھے ”ظِلُّ مَہْمَا“ ہے !!

رگِ رگ نے سمیٹی ہے ترے نام کی فریاد  
جب جب بھی پریشاں مجھے دُنیا نے کیا ہے ✓

خالق نے قسم کھائی ہے اُس ”شہرِ اماں“ کی  
جس شہر کی گلیوں نے تجھے ورد کیا ہے

یہ تو کس قزح ہے کہ سر صفحہ آفاق!  
برسات کی رُت میں ترا مخراب دُعا ہے

ہر سمت ترے لطف و عنایات کی بارش  
ہر سو ترا دامنِ کرم پھیل گیا ہے !!

اب اور بیاں کیا ہو کسی سے تری مدحت؟  
یہ کم تو نہیں ہے کہ تو محبوبِ خدا ہے!

سُورج کو اُبھرنے نہیں دیتا تیرا جُشتی  
بے زر کو ابو ذر تری بخشش نے کیا ہے

بے موجِ صبا یا تری سانسوں کی بھکارن؟  
بے موسمِ گل یا تری خیراتِ قبا ہے

خورشیدِ قیامت بھی سرفراز بہت ہے  
لیکن ترے قامت کی کشش اس سے سوا ہے

زمِ زم ترے آئینِ سخاوت کی گواہی  
کوثرِ ترا سزا نامہ دستورِ عطا ہے

جلتا ہوا مہتاب ترارِ ہر و بے تاب  
ڈھلتا ہوا سورج ترے خیمے کا دیا ہے

ثقلین کی قسمت تری دلیہ کا صدقہ  
عالم کا مفت در ترے ہاتھوں میں لکھا ہے

اُترے گا کہاں تک کوئی آیات کی تہ میں  
فداں تری خاطر ابھی مصروفِ شنا ہے !!

محشر میں پرستار ترے یوں تو بہت تھے  
صدِ شکرِ مرانا نام تجھے یاد رہا — ہے

اے گنبدِ خضریٰ کے مکیں میری مدد کرو!  
یا پھر یہ بتا، کون مرا ترے سوا ہے ؟ ؟

بخشش تری آنکھوں کی طرف دیکھ رہی ہے  
محسن ترے دربار میں چپ چاپ کھڑا ہے

## یہ سرزمینِ حرم

یہ سرزمینِ حرم، شہرِ التفات و نجات  
یہ کنزِ نورِ ہدایت کہ کائنات میں ہے

غلافِ خاک میں پلٹے ہیں آفتاب کئی!  
طلوعِ صبح کا عالم یہاں کی رات میں ہے

ہر ایک درے سے ملتا ہے کہکشاں کا سراغ  
یہاں بہشتِ برین آدمی کی گھات میں ہے

یہ بھیدِ حُسنِ حرم کی نشانیوں سے کھلا  
کہ ہر کُن فیکوں دسترسِ ذات میں ہے

یہ عرشِ منکرِ نبوت، بلندِ بخت ”حرا“  
یہ جبلِ نور کہ آیاتِ بینات میں ہے

✽ میرے نزدیک اِضافت کے ساتھ جبل کی ”ب“ ساکن ہو تو زیادہ فصیح لگتی ہے۔

پیا جو ساغرِ زمِ زم تو خضر نے بھی کہا  
یہ ذائقہ ہی کہاں چشمہ حیات میں ہے؟

”بطونِ ثور“ میں اُتر و تو دل پہ کھلتا ہے  
وہ حرفِ راز کہ حائلِ تحیلات میں ہے

فرازِ کوہ پہ ”شوقِ افسس“ کی بات کرو  
کہ یہ ادا بھی نبوت کے معجزات میں ہے

میں یومِ حشر سے خائف ہوں کس لیے محسن؟  
مری نجات تو میرے نبی کے ہات میں ہے

(مکہ مکرمہ)

## بعد از خدا.....!

(نعت)

اے شہرِ علم و عالم اسرارِ خشک و تر  
تو بادشاہِ دیں ہے۔ تو سلطانِ بحر و بر

ادراک و آگہی کی ضمانت ترا کرم — !  
ایقان و اعتقاد کا حاصل تری نظم

تیرے حروفِ نطقِ الہی کا معجزہ !  
تیری حدیثِ سچ سے زیادہ ہے معتبر

قرآنِ تری کتاب ، شریعتِ ترا لباس  
تیری زرعہ نماز ہے ، روزہ تری سپر

یہ کہکشاں ہے تیرے محلے کا راستہ!  
تاروں کی روشنی ہے تیری خاکِ رگہذر

میری نظر میں خُلد سے بڑھ کر تری گلی  
رفعت میں مثلِ عرشِ بریں تیرے بام و در

جبریلِ تیرے در کے نگہباں کا ہم مزاج  
باقی ملائکہ تیری گلیوں کے کوزہ گمر

محفوظ جس میں ہو تیرے نقشِ قدم کا عکس  
کیوں آسماں کا سر نہ جھکے ایسی خاک پر؟

کیا شے ہے برق، تابشِ جُستِ بَراق ہے  
معراج کیا ہے۔ صرف تیری سرحدِ سفر

موجِ صبا کو ہے تری خوشبو کی جُستجو  
جیسے کسی کے در کی بھکارن ہو در بدر

قامتِ ترا ہے روزِ قیامت کا آسرا  
خورشیدِ حشر، ایک نگینِ تیرے تاج پر

ہر رات تیرے گیسوئے عنبر نشاں کی یاد  
تیرے لبوں کی آئینہ بردار ہے سحر!

آیات تیرے حُسنِ حسد و خال کی مثال  
واللیل تیری زلف ہے رُخسار و القمہ

وَالْعَصْرِ زاویہ ہے تیری چشمِ ناز کا  
وَالشَّمْسِ تیری گرمی انفس کا شہر  
یَسِیْنِ تیرے نام پہ اِلہام کا غلاف  
طہ تراقب ہے، شفاعت ترا ہمنز

کُھسارِ پاش پاش ہیں اُبرو کی ضرب سے  
دو لخت چاند ہے ترے ناخن کی نوک پر

دریا ترے کرم کی طلب میں ہیں جاں بہ لب  
صحرا ترے غرام کی خاطر کماں بہ سر!

تیرا مزاج بخششِ پیہم کی سببیل  
تیری عطا خزانہ رحمت ہے سر بہ سر



تیرے فقیر اب بھی سلاطین کج کُلاہ  
تیرے غلام اب بھی زمانے کے چارہ گہ

یہ بھی نہیں کہ میرا مرض لا علاج ہو!  
یہ بھی نہیں کہ تجھ کو نہیں ہے مری خبر!!

ہاں پھر سے ایک جنبشِ ابرو کی بھیک دے  
ہاں پھر سے اک نگاہِ کرم میرے حال پر

سایہ عطا ہو گشتِ بدِ خضریٰ کا ایک بار  
جھلسا نہ دے غموں کی کڑی دھوپ کا سفر

تیرے سوا کوئی بھی نہیں ہے جہاں پناہ!  
ہو جس کا نام باعثِ تسکین پئے جگر

محسن، کہ تیری راہِ گزر کا فقیر ہے!  
اُس پر کرم — دیارِ نبوت کے تاجور

دے رزقِ نطقِ مجھ کو بنامِ علیؑ ولی  
یا ہر فاطمہؑ وہ ترا پارہٴ جگر

حنینؑ کے طفیل عطا کر مجھے بہشت  
میرے دُعا کے رُخ پہ چھڑک شبِ نعمِ اثر

تیرے سوا دُعا کے لیے کس کا نام لوں؟  
”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“

www.sirat-e-mustaqeem.net

## ہدیۂ نعت

کبھی جو اس میں رسول کا نقش پاملا ہے  
ہمارے دل کو مقامِ عنِ اِحرا۔ ملا ہے!

دُعا بھی تیری، قبولیت کو رضا بھی تیری  
یہ کم نہیں ہے کہ مجھ کو دستِ دُعا ملا ہے

عجیب سر ہے کہ عرش تک سرفراز ٹھہرا  
عجیب در ہے کہ اس پہ آکر حُدا ملا ہے

تمام جگنو زکوٰۃ تیرے گدا گروں کی!  
بھٹکنے والی ہوا کو کیا کیا ”دیا“ ملا ہے

میں تیری بدست کو کس بلندی پہ حرف سوچوں؟  
تُو انبیاء کے ہجوم میں بھی جُدا ملا ہے۔!

ملا ہے دل کو وہ حوصلہ تجھ سے کو لگا کر  
کہ جیسے موسیٰ کو معجزے میں عصا ملا ہے

نہ پوچھ تجھ پر سلام کہنے میں کیا کشت تھی  
کہیں حُدا ٹی، کہیں حُدا ہم نوا ملا ہے

میں تیرے دامن کا سایہ اوڑھے جو شرب کو نکلا  
تو روشنی سے اُٹا ہوا راستہ ملا ہے!

یہ بے پروا بال حرف ہیں شمسار تجھ سے  
تو فکری کی دسترس سے بھی ماوراء ملا ہے

میں جب بھی اپنی حدوں سے نکلا کہ تجھ کو پاؤں  
مُحیطِ فکر و خیال اک دائرہ ملا ہے!!

وہ دائرہ جس میں نارسائی کی کمرچیاں تھیں۔!  
سمٹ کے جس میں ہر اک نفس بے صدا ملا ہے

ترمی جُدائی کے زحیم ہیں یا گلاب گبرے  
کہ ہجر تیرا مثال موجِ صبا ملا ہے۔!

دل شکستہ سے عرش تک ہے تری رسانی  
 کہاں سے چل کر کہاں تیرا سلسلہ ملا ہے  
 اُسے تو محشر کی دھوپ بھی چاندنی کا "چولا"  
 وہ دل جسے تیرے شوق کا آسرا ملا ہے  
 عطا ہو بخشش و گر نہ دنیا یہ پوچھتی ہے  
 کہ بول پیاسے تجھے سمندر سے کیا ملا ہے؟  
 مری نگاہوں میں منصب و تاج و تخت کیا ہیں؟  
 کہ نقشہ تیرے کرم سے بے انتہا ملا ہے  
 یہ ناز ہے اُمّتی ہوں میں اُس نبی کا مُحسن  
 جسے نواسہ حسینؑ سا لا ڈالا ملا ہے!!

---

## آرمغانِ نعت

یہ معجزہ نعتِ رسولِ مدنی ہے  
جو لفظ بھی لکھتا ہوں، عقیقِ یمنی ہے

حرفوں کی قطاریں ہیں کہ رنگوں کے جزیرے  
الفاظ کی جھلس ہے کہ گلِ پیر بہنی ہے!

چہرے کی شعاعوں کے گداگر مہ و خورشید  
زلفوں سے نخلِ شرب کی تارا بدنی ہے

اک تو کہ ترے دوش پہ بخشش کی دُائیں  
اک میں کہ مرے ساتھ مری بے کفنی ہے

میں سایہ طوبیٰ کی خنکِ رُستِ ہوں واقف  
مولا تری گلیوں کی مگر چھاؤں گھنی ہے!

اب کس سے کہوں کیا ہے ترے ہجر کا عالم؟  
جو سانس بھی لیتا ہوں وہ نیزے کی آنی ہے

جو کچھ مجھے دینا ہے زمانے سے الگ دے  
وہ یوں کہ زمانے سے مری کم ہی بنی ہے"

یہ دزد کی دولت بھی میسر کسے ہوگی؟  
جو آشک ہے آنکھوں میں وہ ہیرے کی کنی ہے

حاصل ہے اُسے سایہ دامنِ پیمبر  
محسنِ سرِ مختبر بھی مقدر کا دھنی ہے

—

## نعت

جب سے تُو نظر میں بس گیا ہے  
دل ”غارِ حرا“ بن ہوا ہے

یہ تیرا کرم کہ جھک کے سُوج  
مٹّی کا مزاج پُوچھتا ہے!!

یہ تیری عطا کہ عزمِ انسان!-  
مہتاب کو فتح کر رہا ہے!-

جب ”عالمِ ہو“ مجبُطِ جان ہو  
تُو میری رگوں میں گونجتا ہے



مَنْصَب ہے سبھی کا اپنا اپنا  
لیکن تُو جَبِیْب، کَبْرِیا ہے

اے حَرِزِ حیاتِ ابنِ آدم  
تُو ٹوٹے دلوں کا آسرا ہے

اے صاحبِ مُعْجَزاتِ عَالَم  
تُو خُود بھی حُدا کا مُعْجِزہ ہے

چہرہ ہے تِرا کہ اک ادا سے  
کعبے میں چِراغِ جَل رہا ہے

میں یوں بھی تجھے پُکارتا ہوں  
تُو مرکزِ رُوحِ ایلِیا ہے!

ڈوبے ہوئے دل کی آرزوئیں  
صد شکر تُو آپ سُن رہا ہے

میں تیرا فقیر بے طَلَب ہوں  
تُو میری اُنا کا حوصلہ ہے

کیسے ہو تمیزِ رنج و راحت؟

جو کچھ ہے ، ترا دیا ہوا ہے

لائی جو ہوا تری گلی سے

مجھ کو وہ غُبارِ کیمیا ہے

مُحسَن تری مُنقِبَت پہ نازاں

مُولا ، یہ ہُسنِ نہیں ، عطا ہے !!

## نعت

پہلے مہ و خورشید کو تسخیر کروں میں  
پھر اسم محمدؐ کہیں تحریر کروں میں

توں نام شہر دیں کا سر صحن گلستاں !  
خوشبو کی ہر اک موج کو زنجیر کروں میں

شہر گ میں بسا کر تری چاہت کے تقاضے  
خاکستر احساس کو اکسیر کروں میں۔ !

معراج عقیدت تری دہلیز کا بوسہ !  
جنت کو ترے شہر سے تعبیر کروں میں

مہکے جو ترے نام کی خوشبو سے ابد تک  
ایسی کوئی بستی کہیں تعمیر کروں میں

پل بھڑ جو میسر ہو تری زلف کا سایا  
آرائش خال و خد تیرا کردیں

دے اذن کہ دیکھا تھا شب قدر جو دل نے  
اُس خواب کو شرمندہ تعبیر کروں میں!

یہ کوثر و نسیم سے بھگے ہوئے لمحات!  
اس رت سے مرتب کوئی تصویر کروں میں

بخشی ہے مجھے اس نے سلیمانی عالم،  
پھر کیوں نہ ترے عشق کی تہیہ کروں میں

ہر سانس مجھے بخشش پیہم کی خبر دے،  
محسن کبھی عفتابی کی جو تدبیر کروں میں

## تمام حمد ہے

تمام حمد ہے اُس خالقِ ازل کے لیے!  
سُکونِ جھیل کو دیتا ہے جو کنول کے لیے

میں اُن کے نام سے کرتا ہوں ابتداءِ کلام  
وہ جن کے نام فرشتوں نے بھی سنبھل کے لیے

علیٰ ولی سے دُمانگ کر تو دیکھ کبھی  
یہ کیمیا رہے سبھی مشکوں کے حل کے لیے

میں کیوں نہ اُس کو بلا فضلِ بادشاہ کہوں  
جدا ہوا جو نبیؐ سے نہ ایک پل کے لیے!

کفن پہ خاکِ شفا سے لکھا ہے نادِ عسلیٰ  
یہی بہت ہے مرے نامہٴ عمل کے لیے!

غمِ حسینؑ امانت ہے آج کی، مُحسن  
یہ رزق میں نے بچایا ہوا ہے گل کے لیے

کے سایا

روں میں

دل نے

میں!

بات!

میں

عالم،

میں

مے،

میں

# ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں

نوکِ نیزہ پہ جو سر رکھتے ہیں  
 وہ زمانوں کی خبر رکھتے ہیں  
 ہم کو مت خانماں برباد سمجھ  
 ہم تو فردوس میں گھر رکھتے ہیں  
 ہو محبت جنہیں زندانوں سے  
 سانس لینے کا ہنر رکھتے ہیں  
 بخیل دریا سے ہمیں کیا مطلب؟  
 ہم تو کوثر پہ نظر رکھتے ہیں  
 زور پر شامِ غریباں ہے تو کیا  
 ہم ابھی دیدہ تر رکھتے ہیں  
 خاک آلود قبائلوں والے  
 آنکھ میں غسل دگر رکھتے ہیں

عرش والوں سے ہے نسبت ہم کو  
 ہم بھی جبریل کے پُر رکھتے ہیں  
 ہنس کے مٹی سے بہلنے والے  
 سلطنت زیر اثر رکھتے ہیں  
 اپنے سینے پہ ہیں ماتم کے نشان  
 ہم بھی سامانِ سفر رکھتے ہیں  
 زیرِ حجب بھی حسینؑ ابنِ علیؑ  
 ہم غریبوں کی خبر رکھتے ہیں  
 میرے بچوں پہ کرم ہو مولاً  
 آپ اکبرؑ سا پسر رکھتے ہیں  
 دیکھ یہ زحمت۔ یہ آنسو محسن  
 ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں

# شمع شبستانِ سالت

اُمّ المعصومین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

اے شمع شبستانِ دلِ سُرورِ کونین  
 اے روشنیِ انجمنِ سیدِ ثقلین!  
 اے مصدرِ انوارِ حریمِ رُوحِ حسنین!  
 اے مومنہ ہستی و صدیقتہ دارین  
 تارِ سخن میں اتنا بڑا اعزاز کہاں ہے؟  
 حدیہ کہ تو خاتونِ قیامت کی بھی ماں ہے  
 اے قبلہٴ اول کے لیے امن کی قندیل  
 اے مصحفِ ناطق کے ہر اک لفظ کی تاویل  
 اے آیہٴ قرآنِ مبیں، سورۃ انجیل  
 اے دینِ پمیبہ کے لیے نکتہٴ تکمیل  
 بٹھا کے شبستان کے لیے پہلی کرن ہے  
 تُو سُرورِ کونین کے خوابوں کا چمن ہے



پھیلا ترے دم سے رُخ ہستی پہ اُجالا  
 ظلمات کو اک صُبح ابد رنگ میں ڈھالا  
 دُنیا سے تری سوچ کا انداز نرالا  
 بچوں کی طرح گود میں اِسلام کو پالا  
 اے شانِ خویلد تری توقیر بڑی ہے  
 مریم تری بیٹی کی کینزوں میں کھڑی ہے  
 چمکا ہے کچھ ایسے مہ و اختر ترے گھر کا  
 جبریلِ امیں بھی ہے گداگر ترے گھر کا  
 فیضانِ نظر سب پہ برابر ترے گھر کا  
 مقروض ہے خود دینِ پیغمبر ترے گھر کا  
 میں سوچتا رہتا ہوں کہ تو کون ہے کیا ہے؟  
 بی بی ترا داماد ”نصیری“ کا خدا ہے  
 اللہ رے تری عصمت و شوکت کا یہ گلزار  
 حویریں ہیں نگہاں تو پیغمبر ہے نگہ دار  
 شامل ہیں نقیبوں میں ترے طالبِ طیار  
 بچے ہیں کہ جنت کے جوانوں کے ہیں سردار  
 تو مملکت دیں کے لیے آخری حد ہے  
 رشتے میں تو کونین کے سادات کی جد ہے

انسان ہے انسان شرافت کی بدولت  
 زندہ ہے شرافت بھی شریعت کی بدلت  
 قائم ہے شریعت بھی رسالت کی بدلت  
 پھیلی ہے رسالت تری دولت کی بدلت  
 کس درجہ اُعلیٰ رشتہ ایمان ہے تیرا  
 توحید پہ کتنا بڑا احسان ہے تیرا  
 توحید کے دُنیا میں نگہبان بہت ہیں  
 اب دین کی حفاظت کچھ بھی سامان بہت ہیں  
 احسان ترے سداۓ عمران بہت ہیں  
 تو کیا تری اولاد کے احسان بہت ہیں  
 یہ کم تو نہیں جو تری بیٹی نے کیا ہے  
 دم توڑتے اسلام کو شبیرِ دیا ہے  
 چہرے پہ وقارِ بشریت کی تب و تاب  
 آنکھوں میں بدلتے ہوئے اُس دور کا اک خواب  
 لہجے میں محمد کی صداقت کے کلِ آداب  
 دل خواہشِ دُنیا کے کچلنے کو ہے بیتاب  
 ہاتھوں سے زمامِ دل جاں چھوٹ رہی ہے  
 ماتھے سے شرافت کی کرن چھوٹ رہی ہے

قد ہے کہ اندھیروں میں دکھتا ہوا مینار  
 ماتھا ہے آئینہ سرنامہ اسرار  
 یہ شرم و شرافت کی نقابیں سرِ رخسار  
 پلکوں پہ حیا جان چھڑکتی ہوئی سوبار  
 مٹھی میں رواں نبضِ دلِ ارض و سما ہے  
 ہونٹوں پہ رسالت کے پینے کی دُعا ہے  
 پائیدہ ترے دم سے نبوت کا حشم ہے  
 تو محسنہ زندگی شاہِ اُمم ہے  
 محفوظ جہاں تیرا ہر اک نقش قدم ہے  
 مجھ کو اُسی شعوبِ ابی طالب کی قسم ہے  
 تو شمع رسالت کا وہ فانوسِ بنی ہے  
 اب تک تیری چادر سرِ انساں پہ سنی ہے  
 سرمایۂ انفا س ہمیں بے ترا کردار  
 زہرا کی طبیعت سے بھی نازک تری گفتار  
 اربابِ جہالت کو کچلتی ہوئی رفتار  
 اے دینِ مکمل کے لیے دولتِ بیدار  
 اسلام کی عظمت تری مرہون رہے گی  
 تاحشر نبوت تری ممنون رہے گی

جس دور میں تو صاحبہ دولت و زر تھی  
 تیرے زرو و دینار پہ دنیا کی نظر تھی  
 حیرت ہے کہ اُس وقت بھی تو ابرگر تھی  
 تجھ کو کسی اُجرے ہوئے گھر کی بھی خبر تھی  
 یہ کام تو مشکل تھا مگر کہ کے دکھایا  
 اک درِ یتیمی کو سرتاج سجایا  
 ہاں قصرِ نبوت میں چراغاں کیا تو نے  
 ایمان کو اک صبح درخشاں کیا تو نے  
 اسلام کے ہر در و کا دریاں کیا تو نے  
 جو کچھ تھا ترے گھر میں وہ قرباں کیا تو نے  
 گر حکمِ شہنشاہِ دو عالم نہ سمجھتا  
 میں تجھ کو محمد سے کبھی کم نہ سمجھتا  
 ایمان کو مُصیبت سے بچاتی رہی تو بھی  
 اسلام کو دامن میں چھپاتی رہی تو بھی  
 باطل کے خدو خال مٹاتی رہی تو بھی  
 آندھی میں چراغ اپنا جلاتی رہی تو بھی  
 جب تک یہ زمانہ یونہی پرواز کرے گا  
 اسلام ترے نام پہ سونا زکھرے گا

سُلْطَانِ اِیَوَانِ وِ فَا بِنْتِ عَرَبِ تُو  
 دُنیا کے لیے مرکزِ عرفانِ ادبِ تُو  
 معراج کی شربِ کچھ بھی سہی محوِ شربِ تُو  
 مصحف کے معارف میں ہے آیاتِ بلبِ تُو  
 ہر دور میں تو زیبِ دہِ ختمِ رسل ہے  
 زہرا ہے ترا جزو تو جزو کا کل ہے  
 رُتبے میں کہاں کوئی ہوا تیرے برابر  
 کیونکر کوئی کہلائے گا احسنِ تراہمسر  
 حیاتِ ترا دامادِ محمد ترا شوہر  
 حسنینؑ نواسے ہیں تو زہرا تری دختر  
 دوزخ ترے دشمن کے لیے گرم ہوا ہے  
 جنتِ تری نعلین اٹھانے کا صلاح ہے  
 پوچھا تری تاریخ کے ہر دور سے ہم نے  
 یہ بھید بھی پایا نہ کسی اور سے ہم نے  
 دیکھی نہیں مائیں کبھی اس طور سے ہم نے  
 دیکھے جو ترے لختِ جگر غور سے ہم نے  
 ہر مردِ جبری عکسِ آبِ وجدِ نظرِ آیا  
 ہر فردِ ترے گھر کا محمدِ نظرِ آیا

گر تیری اجازت ہو تو اک عرض ہے سرکار  
 بیٹی تری جھٹلائی گئی کیوں سرِ دربار؟  
 کیوں لاشِ حسن پر ہوئی تیروں کی وہ بوچھاڑ  
 زینب کی ردا چھن گئی، وہ بھی سرِ بازار؟  
 کیوں تیرے گھرانے پہ ستم اتنا ہوا ہے  
 اتنی بڑی خدمت کا یہی اجر ملا ہے؟  
 تاراج ہوا تیری اُمیدوں کا چمن کیوں؟  
 پامال ہوئے ریت پہ معصوم بدن کیوں؟  
 شبیر کی میت رہی بے گور و کفن کیوں؟  
 زینب پس گردن ہوئی مجروح رسن کیوں؟  
 معصوم سیکینہ کو کفن کیوں نہ ملا تھا؟  
 کیا یہ بھی فقط تیری مشقت کا صلا تھا؟

## دستِ کبریا ہے علیؑ!

جہاں رُوئے نبیؐ، حُسنِ کبریا ہے علیؑ  
خدا نہیں ہے مگر مظهرِ خدا ہے علیؑ

کچھ اس لیے بھی توحید رہے شہرِ علم کا در  
دلوں کو علم کی خیرات بانٹتا ہے علیؑ

ادھر ادھر کا سوالی نہ بن نہ غم گنوا  
مجھے علیؑ کی قسم، دستِ کبریا ہے علیؑ

یقین شک کے لبادے میں چھپ نہیں سکتا  
کہ شافعی کے لیے ہو ہو خدا ہے علیؑ

صدایہ آج بھی آتی ہے بابِ خیبر سے  
خدا کے دیں کا مُصیبت میں آسرا ہے علیؑ

اُہوا ہے  
ما ہے ؟

لا تھا ؟  
لا تھا ؟

حرم میں بُتِ شِکْنی کا مُظاہرہ دیکھو!  
کہ ابتدا ہے محمدؐ تو انتہا ہے علیؑ

خبر تھی گرم کہ معراج کا سفر ہوگا  
نبیؐ سے پہلے فلک پر پہنچ گیا ہے علیؑ

خُدا کے دین، تری زندگی سلامت ہے  
تری رگوں میں لہوِ بن کے گونجتا ہے علیؑ

ہزار سامری سانپوں میں گھر کے خوف نہ کھا  
کلیمؑ طور کی جُرأتِ ترا عَصا ہے علیؑ

علیؑ کے باب میں سوچیں تو جان نکلتی ہے  
شعورِ عقلِ بشر تجھ سے ماوراء ہے علیؑ

علیؑ سے معرفتِ علم کی زکوٰۃ چلی  
مقامِ علم سے دُنیا میں آشنا ہے علیؑ

یہی صراطِ حقیقت، یہی سرِ اجِ ازل  
خُدا کے شہر کا آسان راستہ ہے علیؑ



علیؑ کے پہلے پہر کی ہے التماس نبیؐ  
نبیؐ کے پچھلے پہر کی حسیں دُعا ہے علیؑ

بکھر کے بولتے قرآن کا سراپا ہے  
سمٹ کے نقطہ تعظیمِ حرفِ باہے علیؑ

اسی کے نام کا نعرہ ہے ارتعاشِ وجود  
سُکوتِ گنبدِ احساس کی صدا ہے علیؑ

علیؑ علیؑ سے منور گلی گلی محسن  
گلی گلی میں ہمیشہ مری صدا ہے علیؑ

## زمینِ حرم پر — وُرودِ علیؑ

یہ تطہیر کی رُت یہ نکھری فضا  
یہ چھائی ہوئی رحمتوں کی گھٹا

یہ کھلتی ہوئی انسا کی دُکاں !  
یہ ہر سمت ”حقِ برہم“ کی اُداں

یہ قوسِ قزح علم و عرفان کی  
یہ رعنائیاں عکس و جدان کی

یہ نقشے جنوں کے نکھرتے ہوئے  
ملکِ آسماں سے اُترتے ہوئے

یہ حُوروں کے گیسو سنوڑتے ہوئے  
خیالوں سے آہو گزرتے ہوئے

یہ رنگوں کی بارش چمن درجمن  
یہ سجتی ہوئی محفل فکر و فن

برستے ہوئے درج و نعل و گھر  
چمکتی ہوئی عسل کی رہگذر

یہ سبزے پہ شبنم کی پرچھائیاں  
یہ تاروں کی بے خواب انگڑائیاں

یہ موتی صدف سے نکلتے ہوئے  
شرر آگینوں میں ڈھلتے ہوئے

یہ مستی کی ہستی ہوئی آجڑو  
یہ بڑھتی ہوئی شوق کی آبرو

یہ دل میں گپھلتی ہوئی ہر امنگ  
یہ بہتے ہوئے رنگ بھی سنگ سنگ

یہ مہتاب ذروں میں بٹتا ہوا  
یہ خورشید شیشوں میں کٹتا ہوا

نبوت نقابیں اُلٹی ہوئی!  
ولایت کی خیرات بٹتی ہوئی

یہ سجت ہوا نور کا سائبان  
یہ بجتی ہوئی دل کی شہنائیاں

یہ بجھتی ہوئی چاندنی کی صفیں  
یہ گاتی ہوئیں گنگناتی دُفیں

یہ لگتی ہوئی ”ہل اتی“ کی فَنات  
یہ گرتے ہوئے جہل کے سومنات

یہ باپ حرم جگمگاتا ہوا  
یہ سارا جہاں ڈگمگاتا ہوا

زمین پر اُترتے ہوئے انبیاء  
لبوں پر ہے صلّے علیٰ کی صدا

وہ آدم چلا دم سنبھالے ہوئے  
محبت، مودت میں ڈھالے ہوئے

وہ یعقوب محفل میں آنے لگا  
خضر اس کو رستہ دکھانے لگا

براہیم ہوتا ہے مسند نشیں  
بڑھا یوسفِ کہکشاں آستیں

یہ موسیٰ وہ عیسیٰ ہوئے ہم قدم  
سنبھالے ہوئے زندگی کا علم

سنبھلت سنبھلنا یہ کون آگیا  
خوشی کا کیسا فسوں چھا گیا؟

یہ آرائش محفلِ طین ہے  
یہ وحدت کے لمحے میں یسین ہے

یہ بذر الدجی ہے یہ شمس الضحیٰ  
یہ مفہومِ والتبیل و رازِ کساء!

یہ خلق و اخوت کا مینار ہے  
یہ انسانیت کا علمدار ہے

نباں  
سائیاں

مات  
مات

سیاء  
مدا

یہ تخلیقِ کونین کا راز ہے  
بشر ہے مگر نور کا ناز ہے

یہ دیکھے تو بنِ خود سے بسنے لگیں  
یہ بولے تو موتی برسنے لگیں

اسی سے رواں فکر کی ہر ندی  
یہ ہے باعثِ رحمتِ ایزدی

جو بھولے سے پڑ جائے اس کی نگاہ  
تو کسکر بھی پڑھنے لگیں لا الہ!

یہ سلطان ہے رُوحِ کونین کا  
یہ ہے منتہا حُسنِ حُنین کا

یہی ہے وقارِ فروع و اصول  
کہ بیٹی ہے اس کی جنابِ قبول

یہ پلکیں اٹھائے اگر بر زمیں  
تو مہتاب ہو جائے ٹکڑے وہیں

جو اس کے لیے بے ادب ہو گیا  
تو سمجھو کہ وہ بولہب ہو گیا

مُسرت سے جھوم اے مری زندگی  
کہ نبیوں کی محفل مکمل ہوئی

ادھر آ ولایت کی محفل سجے!  
کہ ”حق یا علی“ کی بھی نوبت نہ کے

سب ساقیا اپنی محفل ذرا  
اٹھا حجامِ اول بنامِ خدا

ہر اک سمت کیسی جھڑی چھا گئی؟  
کہ تیرہ<sup>(۱۳)</sup> رجب کی گھڑی آگئی

سب محفلِ جشنِ حُسنِ رجب  
کہ دُہنِ بنی سدرِ زمینِ عرب

صراحی میں آپ بفا گھول دے  
ہر اک سُونشے کی دُکاں کھول دے

نکلیں  
نکلیں

بگاہ  
الہ!

مول  
بول

بتاؤں تجھے آج نسخہ نیا !  
کہ بنتی ہے کیسے مئے ”اتنما !“

بنا میکدہ ایک ایمان کا !  
ترازو ہو پھر اُس میں وجدان کا

سجا اس ترازو میں توحید کو  
بڑھے خود بخود عدل تائید کو

نبوت کا جوہر ملے جس قدر  
ملا پھر امامت کے بارہ گھر

فقط تیس تو لے ہوں قرآن کے  
صدف اُس میں ہوں آلِ عمران کے

فرشتوں سے آنکھیں ملا سا قیا  
ذرا سی ہو خاکِ شفا سا قیا

عمل سے جواہر کو پھر نرم کر  
عقیدے کی نو پر اسے گرم کر



طبیعت نئی رُت میں کیوں کھو گئی  
یہ مے دیکھ تیر بھی ہو گئی!

یہ مے ہے نجاتِ بشر کا سبب  
”شراباً طهوراً“ ہے اس کا لقب

مگر ہر کسی پر برستی نہیں!  
یہ مے اس قدر بھی توستی نہیں

یہ مے خوابِ آدم کی تعبیر ہے  
یہ مے آئیہ کن کی تفسیر ہے

پلا سا قیام، کچھ تو آگے بڑھوں  
قصیدہ شہِ اوصیاء کا پڑھوں

پلا اب بلاِ شرک و بغض و حسد  
رواں سوئے کعبہ ہے بنتِ اسد

زباں پر ہے تسبیحِ ربِّ جلیل  
زمین پر بچھاتا ہے پر جبِ بئیل

کا  
ران کا

تدر  
ر

اقیا  
اقیا

یہ حُوریں بڑھیں دائرہ دائرہ  
یہ مریمؑ یہ حواؑ یہ ہیں آسیہؑ

چلی جا رہی ہے کنیزِ خدا  
لبوں پر مچلتی ہے بس اک دُعا

”خدا یا ترا کتنا احسان ہے  
مرا لختِ دل تیرا مہمان ہے۔!“

عجب لطفِ سانسوں کی خوشبو میں ہے  
امامت کی ضومیرے پہلو میں ہے

خداوندا پورا یہ ارمان کر  
میری مشکلیں تو ہی آسان کر

ادھر قُضلِ باپِ حرم بند ہے  
رُنجِ رُوحِ لوحِ و قلم بند ہے

کوئی ہمسفر ہے نہ غمخوار ہے  
سُکوتِ سماوات بیدار ہے

ہوئی لب کشا پھر وہ بنتِ اُسد  
کہ اے لم یزل ، لم یلد بے ولد

مفت در مجھے آزمانے کو ہے !  
کہ مہمان تشریف لانے کو ہے !!

مصیبت میں آسانیاں گھول دے  
حرم میں کوئی در نیا گھول دے

صدا آئی گھبرا نہ اے فاطمہؑ  
کہ رنج و الم کا ہوا حاتمہ

یہ مشکل میں کیسا تجھ کو احساس ہے؟  
کہ مشکل کٹ تو تیرے پاس ہے

مشیتِ جواہرِ زہر پر تل گئی  
چٹخ کو حرامِ حرم کھل گئی

جہاں کو مسرت کا پیغام دُوں  
اب ان ساعتوں کو میں کیا نام دُوں؟

دائرہ  
سیما

ہے  
ہے۔

ن کر  
ان کر

ہے  
ہے

چٹک کر کھلی — آرزو کی کُلی!  
زمینِ حرم پر — وُرو وُعلیٰ!!

علیؑ آسمانوں کا سلطان ہے  
علیؑ اصل میں کُلّ ایمان ہے!!

علیؑ انبیاء کا نگہدار ہے  
علیؑ دین کا رہبر ہے سالار ہے

علیؑ کشتیِ نُوح کا بادِ باں  
علیؑ سُورجوں سے بھری کہکشاں

علیؑ آشنائے رُموزِ یقین  
علیؑ لنگرِ آسمان و زمین

علیؑ منظرِ تابشِ طُور ہے!  
علیؑ گرمیِ موجبِ نُور ہے

وہ جو دُوحِ سحاب میں ہے مشہور بھی  
علیؑ بادِ شہ بھی ہے مزدُور بھی

علیؑ شاملِ بزمِ زیرِ کِساء  
علیؑ ہے زمانے کا مشکل کُشا

علیؑ ماہِتابِ جبینِ بشر  
علیؑ آفتابِ جہانِ سحر

علیؑ ہر ولی کا حبلی انتخاب  
علیؑ ابنِ عمرؓ علیؑ بو تراب

علیؑ ارض پر بھی ستونِ سماء  
علیؑ قامتِ فکر کی انتہاء

علیؑ کی جو ضربت کے جوہر کھلے  
خدائی کے سجدے پنچھا اور ہوئے

علیؑ سے دیارِ کرم بس گیا  
علیؑ کے قدم سے حرم بس گیا

علیؑ ربِّ عالم کا چہرہ نما  
علیؑ وارثِ منہِ ہل آتی

نا ہے  
ہے

باں  
ناں

ہے  
ہے

علیؑ دستِ قدرت کا شہکار ہے  
علیؑ سارے عالم کا دلدار ہے!

علیؑ پردہٴ آدمیت کا راز  
علیؑ ہے عقیدے کی پسلی نماز

بشر کی سمجھ سے ہے بالا علیؑ  
زمین پر لگے عرش والا علیؑ

کبھی مشکوں سے جو پالا پڑا  
تو میں نے فقط ”یا علیؑ“ کہہ دیا

تھکیں، تھک کر رستے میں ہی مگر گئیں  
مری مشکلیں خود کشتی کمر گئیں:

کرم کرم، کرم اے میرے اہلبیاء  
مدد کمر بختی نبی مصطفیٰ

مرے دل میں اپنی دلا گھول دے  
مری مشکوں کی گرہ کھول دے

زیرِ نطقِ ایمان اثرِ بخش دے  
مجھے بولنے کا ہنر بخش دے

عجائب کا مظہر ہے تو یا علیؑ  
بچانا مری آبرو یا علیؑ

یہ ہے اجرِ تشنہ لبی کی دلیل  
تو ہے ساقی کوثر و سلسبیل

سہرِ حشرِ بخشش کا جیلہ ہے تو  
مری عاقبت کا وسیلہ ہے تو

میں تیری شفاعت کا حقدار ہوں  
تو معصوم ہے میں گنہگار ہوں

ہر اک سانس ہے مشکوں کی لڑی  
مدد میرے مولاؑ — بحق نبیؐ

مری ہر مصیبت کا ہو خاتمہ  
بنامِ حجابِ رُخِ فاطمہؑ

تو کا راز  
سلی نماز

ہے  
ہے

مہکتا رہے خواہشوں کا چمن  
بحق مقامِ امامِ حسنؑ

عطا کر مرے دیدہ و دل کو چین  
بدست سخاوت بنامِ حسینؑ

علیؑ بادشاہِ اک نظرِ اس طرف  
ترا منتظر ہے فقیرِ نجف

زیرِ وِجَت و سلطانِ وِنام دے!  
مجھے اس قسیدے کا انعام دے!!

www.sirat-e-mustaqim.net



## ایوانِ فاطمہؑ

ۛ کتنی بلندیوں پہ ہے ایوانِ فاطمہؑ  
 ۛ روحِ الٰہیٰ ہے صُوتِ دریاںِ فاطمہؑ  
 ۛ حاصلِ کہاں دُماغ کو عرفانِ فاطمہؑ  
 ۛ غلہ بریں ہے نقشہٴ امکانِ فاطمہؑ  
 ۛ کیا سوچیے ہمارے گلستانِ فاطمہؑ  
 ۛ حسینؑ جب ہوں سُنبُلِ دریاںِ فاطمہؑ  
 ۛ کچھ اس لیے بھی مجھ کو تلاوتِ کاشوق  
 ۛ قرآن ہے لفظِ لفظِ ثناخوانِ فاطمہؑ  
 ۛ نبیوں پہ حکم ہے کہ نگہ رُو برو رہے  
 ۛ توحیدِ حشر میں ہے نگہبانِ فاطمہؑ  
 ۛ اس کو مٹا سکیں گی نہ باطل کی سازشیں  
 ۛ اسلام پر ہے سایہٴ دامنِ فاطمہؑ  
 ۛ کھرتے پھریں زمیں پہ تجارتِ بہشت کی  
 ۛ اپنے گداگروں پہ ہے فیضانِ فاطمہؑ

- ۱۔ ہر نقش پامیں جذب ہے فتحِ مبین کی مہر  
 دیکھئے مباہلہ میں کوئی شانِ فاطمہؑ
- ۲۔ ختمِ رُسل کی گود ہے عصمت کی جاناں  
 چہرہ علیؑ ولی کا ہے شرانِ فاطمہؑ
- ۳۔ مفہوم ”ماتشاء“ کی قسم کائنات میں  
 فرمانِ کردگار ہے فرمانِ فاطمہؑ
- ۴۔ وہ کل بھی ”پنجتن“ میں صدارت مقام تھی  
 منصب ہی ہے آج بھی شایانِ فاطمہؑ
- ۵۔ ہے کفر اس کے قول پر حاجت گواہ کی  
 ایمانِ کل ہے شاہدِ ایمانِ فاطمہؑ
- ۶۔ اس انتظار میں ہے قیامت رُکی ہوئی  
 شاید ابھی کچھ اور ہو فرمانِ فاطمہؑ
- ۷۔ کیسے کروں تمیزِ حسن اور حسینؑ میں  
 اک رُوحِ فاطمہؑ ہے تو اک جانِ فاطمہؑ
- ۸۔ رُومالِ فرقِ حُر ہے گواہی اس امر کی  
 بخشش کی سلسبیل ہے احسانِ فاطمہؑ
- ۹۔ اولادِ فاطمہؑ نہ ہو دین پر تار کیوں؟  
 نقصانِ دین ہے اصل میں نقصانِ فاطمہؑ

× باب بتول ہو کہ در حیمہ حسینؑ  
 ہر دور میں لٹا سرو سامانِ فاطمہؑ  
 × میں سوچتا ہوں کچھ دُلوں کے نصاب میں  
 فضّۃ کا نام شمعِ شبستانِ فاطمہؑ  
 × اک مرثیہ ہے خونِ شہیداں کی بوند بوند  
 بکھرا ہوا ہے ریت پر دیوانِ فاطمہؑ  
 × نیزے کی نوک پر ہے مجھے خِل کا گماں  
 اُس پر حسینؑ ہے قرآنِ فاطمہؑ  
 × دیکھ اے مزاجِ مصحفِ ناطق کی برہمی  
 تنُعلوں کی زد میں سورہِ رحمنِ فاطمہؑ  
 × فوجِ ستم کے سامنے کب ہے علی کا لالہ؟  
 شک کے مقابلے میں ہے ایقانِ فاطمہؑ  
 × بابِ بہشت پر مجھے روکے گا کیوں کوئی؟  
 مُحسن میں ہوں غلامِ غلامانِ فاطمہؑ

## تسلیم کہ دُنیا میں .... !

تسلیم کہ دُنیا میں گنہگار بھی ہم ہیں !  
لیکن تیری بخشش کے پرستار بھی ہم ہیں

اک شام غریباں کو منور کیا ہم نے  
اک صبح فلک ناز کے آثار بھی ہم ہیں

ہم پیاس کے صحرا بھی سجاتے ہیں لبوں پر  
آنکھوں میں لیے بارشِ انوار بھی ہم ہیں

اے گردِ درہِ شوق ہمیں ڈھانپ کے اُڑنا  
اے نوکِ سناں قافلہ سالار بھی ہم ہیں

اِس واسطے جنت کی فضا حق ہے ہمارا  
شبیر، ترے غم میں عزا دار بھی ہم ہیں

اے صبر تیرے واسطے ہم دولتِ بیدار  
اے ظلم تری راہ میں دیوار بھی ہم ہیں

مُحسِن ہمیں اُلجھے ہیں سدا اُس کے عُدو سے  
زہرا کی شفاعت کے طلب گار بھی ہم ہیں

# ہے مجھِ طحیات، حُسنِ حُسن !!

( قصیدہ سرکارِ امن حضرت امام حسن علیہ السلام )

سج گئی محفلِ دیارِ سُخن  
پھر مہکنے لگا دف کا چمن

موج در موج پھر ہوئی آواز  
گرم رفتاری غزالِ خُتن !

پھر غزاں کے خلاف صفت بستہ  
سر اٹھانے لگے ہیں سرودِ سمن

بڑھ گئی پھر تپشِ خیالوں کی  
تب گیا پھر حواس کا کُندن

الاماں شعلگی تصور کی !  
جل نہ جائے حیات کا دامن

پھر تخیل نے لی ہے انگڑائی  
جاگ اٹھا پھر حیات کا گلشن

برگ گل پر نزولِ شبِ بنم کا  
جیسے شیشے کو چیر جائے کمرن

لمسِ ادراکِ تدریہ جاں میں  
جیسے پھولوں کو چھیرتی ہے پون

دل میں اُترا ہجومِ لفظوں کا !  
جیسے رقصاں ہوں چاندنی میں ہرن

رو میں اک نرم یاد کی آہرٹ  
جیسے بے خواب گھنگھڑوں کی چھین

گونج اٹھے چشم و گوش کے ایواں  
نکھتوں سے مہک گئے آنگن

شاخ در شاخ بج اٹھے پھر سے  
موتیے کے دھلے ہوئے کنکُن

پھر سے لہ لگئی ہے آنکھوں میں  
وقت کی سبز ریشمی چلمن،

پھر سے دُہرا رہی ہے مُست ہوا  
اُتر سے پیار، پرتوں سے وچن

پھر ہیں طغیانوں کی خواہش میں  
دیدہ و دلِ مٹا لگتے و جمن

پھر ہے احساس۔ فکر کی زد میں  
جیسے پتھر پہ ضربت آہن !!

پھر بکھرنے لگی ہے بی سنائی !!  
پھر اُبھرنے لگی ہے دل میں چھین

پھر سے آنکھیں گلاب کرنے لگا  
موسمِ برشگال کا جو بن !



پھر سے خانہ بدوش اندیشہ  
دشت جاں میں ہوا ہے خیمہ زن

مسجدوں میں دُعاؤں کی بارات  
منبروں پر درود کے درشن

پھر صبا کُچ دشت سے گزری  
بن کے معصوم خواہشوں کی دُہن

آنکھ میں جھپٹے کا عالم ہے !!  
جیسے جنگل میں موسموں کی تھکن

لُب پہ خوشبوئے رگزارِ حجاز  
سانس میں اولیائے دیں کی پھبن

سجدہ شکر میں تسلیم کی جیہیں !  
سرحدِ مدح پہ شعورِ سخن

خامہ فکر، شہیرِ جبریل !!  
سلسبیلِ حیات چشمہ فن !!

انگلیاں مضطرب ہیں رکھنے کو  
بدحت بادشاہِ صوت و سخن

دل میں شوقِ سخنوری جیسے  
سینہ سنگ میں رواں ہو کر بن

جیسے کھٹنے لگا ہو بابِ قبول  
جیسے دھلنے لگی فص کی گھٹن

آج کی رات جس طرف دیکھو  
ہے محیطِ حیاتِ حسنِ حسن

لحنتِ خیر البشر، امامِ مبین!!  
نورِ عینِ علی، امیرِ زمن

ثمرہ قلبِ فاطمہ زہرا  
شجرہ طیبہ، سفیرِ عدن

نا خدائے سفینۂ اُمت  
باب حاجاتِ کوہ و دشت و دمن ✓

روحِ آمن و وقتِ پیغمبر ✓  
چارہ سبازِ ہجومِ رنج و محن ✓

یوسفِ مصر آرزوئے بشر  
ماہِ کنگسانِ دیدہ روشن !!

مرکزِ جلوہ گاہِ فکر و شعور !  
محورِ حرف و نطق و شعر و سخن

اولیاء کی مَستِ توں کا حصار !  
انبیاء کی محبتوں کا چمن !! ✓

چشمۂ سلسبیلِ جود و عطا ! ✓  
موجبۂ نورِ وادیِ ایمن !!

آپِ تطہیر میں لبوں کی چمک  
جیسے دہکے ہوئے ہوں لعلِ مین

موسمِ اُثر ، ابروؤں کی کھماں !  
عشرتِ عید ہے زکوٰۃ بدن

لوحِ محفوظ ، عارضوں کی حیاء  
نقطۂ تقدیر ، گیسوؤں کی شکن

دینِ حق کا نصیب ہاتھوں میں  
دیدہ تر میں کہکشاں روشن

سانس خوشبوئے آیۂ تطہیر  
نطق ، اسرارِ کبریا کا متن !

مرحبا اوجِ نقشِ پائے حسنؑ  
جھمک کے دھرتی کو چومتا ہے لگن

ساعتِ دید کی سنا — پُرودا  
سایہ زلف کی عطا — "ساؤن"

آنکھ میں عکسِ جلوہ وعدت  
آئینے میں ہے چاند کا درپن!

حرفِ دستور خامشی کی لکیر  
پرچہِ امن — تارِ پیراہن

جب بھی شاہی کے غمض نے جا ہا  
پیکرِ دیں سے چھین لے دھڑکن

بانجھ ہو جائے سبزینِ شعور  
گنگ ہو جائے کائناتِ سخن

برقِ عُدوانِ راکھ کر ڈالے  
آدمیت کے فنکر کا خرمن

پرچمِ امن بن کے لہرایا ✓  
سایہ دستِ مہربانِ حسن

حلفتِ موجِ داستانِ کرم  
بن گیا روحِ عصر کا مامن

کھل کے برسِ جو امن کا بادل ✓  
ہو گئی ختمِ وقت کی اُجھن

کھل گئے گیسوئے حیات کے بل ✓  
سج اٹھی پائے فنِ کر کی جھانجن

اے شہنشاہِ کشاں گیتی ✓  
مرکزِ گردشِ زمین و زمن

اپنے نوکر پہ بارشِ اکرام! ✓  
اپنے خادم پہ بخششِ دامن

دُھوپ کے ذرت میں عطا ہو مجھے  
سایہ سدرہ صریح و سخن ✓

محسن کا سہ لیس ہوں مولا  
مجھ کو بخشیں خیال کا مخزن

مہر و میزانِ مملکت ہو عطا  
مملکت سے مراد ہے مرا "فن"

تو کہ ہے "ساتر العیوب" لقب  
میں برہنہ سر و برہنہ بدن ✓

درد کی دُھوپ ڈس رہی ہے مجھے  
دے مجھے سایہ عیب کا کفن ✓

تازہ دم راحتیں مجھے ہوں عطا  
بڑھ چلی حد سے زندگی کی تھکن ✓

رزقِ علم و شعور دے مجھ کو  
اے خدیوِ زمیں، امیرِ زمن

یا شبستانِ خواب میں آکر

دے مجھے اذنِ دید و تاپِ سخن

تیری تجشش ہے کیمیائے نجات

مجھ پہ برسا یہ التفات کا دھن

تیری مدحت میں حشر تک آقا

میں چہکتا رہوں چمن بہ چمن

حشر میں بھی نوازنا مجھ کو

میرے مرشد، مرے امام حسن



## دوستو، صاحبِ کردار بنو!

رونقِ شاخِ سرِ دار بنو!  
وقت کے میثمِ تمار بنو!!

شکرِ ظلم سے لڑنے کے لیے  
دستِ مظلوم کی تلوار بنو!!

صبر کے سر کو جھکانے کے لیے  
صبرِ سبِّاد کا معیار بنو!!

ہاتھ سے ہاتھ نہ چھٹنے پائے  
آہنی عزم کی دیوار۔ بنو

تم سے زنداں بھی لرز جائیں گے  
جراتِ جذبہِ محنت ر بنو!!

مُسرُخ و حشر میں ہونا ہے اگر  
دوستو، صاحبِ کردار بنو

توڑ دو بیعتِ باطل کافسوں  
خُزْ نطر آؤ — جگر دار بنو

پھر تمنا ئے ارم بھی جائز — !  
پہلے مولا کے عزادار — بنو

مُرحَبِ نو ہے مقابلِ محسن  
پیر و حمیدِ کَرّار — بنو

www.sirat-e-mustaqeem.net

# سلام

بصد رکوع و سجود و قیام کہنا ہے  
 حسینؑ ابن علیؑ پر سلام کہنا ہے  
 زباں کو چاہیے کچھ اعتمادِ خاکِ شفا  
 ہمیں حبس کو معالیٰ مقام کہنا ہے  
 غمِ حسینؑ میں اک اشک کی ضرورت ہے  
 پھر اپنی آنکھ کو، کوثر کا جام کہنا ہے  
 یہ نام کیوں نہ کروں زندگی میں وردِ زباں؟  
 مجھے لحد میں علیؑ کو امام کہنا ہے!!

۲  
بروزِ حشر زیارت نصیب ہو تو ہمیں  
علیؑ کے لال سے تھوڑا سا کام کہنا ہے

کہاں تک نہ سُنے گا کوئی حسینؑ کا ذکر؟  
یہ داستان تو ہمیں صبح و شام کہنا ہے

یہ داغِ ماتمِ شبیرؑ ہے جسے محسن  
اندھیری قبر میں ماہِ تمام کہنا ہے!

---

www.sirat-e-mustaqeem.net

## صبر۔ شبیرؑ کے سجدے سے طغریاب ہوا

قریۃ جاں میں اُبھرنے لگا پھر گریۃ شب  
 پھر ملا اذن تکلم پیئے یک جنبش لب  
 پھر بڑھی تشنہ لبی، جدتِ خواہش کے سبب  
 پھر دل و دیدہ کو ہے چشمہ کوثر کی طلب  
 آگئی عنازہ رخسارِ سحر مانگتی ہے  
 زندگی وقت سے جبریل کا پر مانگتی ہے  
 آنکھ میں پھر سے دکنے لگے الماس و گہر  
 لوحِ افلاک پہ بجھنے لگے تاروں کے شرر  
 موج در موج کھلے پھر سے حوادث کے بھنور  
 خامہ فیکر نے آغاز کیا عنہم سفر  
 دستِ احساس سے ظلمت کی عناب چھوٹ گئی  
 کمکشاں بن کے دھنک مثل کماں ٹوٹ گئی

پھر سرکنے لگی تاریخ کے چہرے سے نقاب  
کھل گئی ذہن میں دہکے ہوئے ماضی کی کتاب  
حرف در حرف بہلنے لگے تعبیر سے خواب  
گردش وقت نے ترتیب دیا یوم حساب

پرچشم عدل بصد رنگِ انا کھلنے لگا  
ایک اک اشکِ سرِ نوکِ مژہ ٹپکنے لگا  
ظلم کی دھوپ نے سٹولا دیئے جذبوں کے گلاب  
حبس کی زد میں پگھلنے لگے بخشش کے سحاب  
چھا گیا عرصہ ہستی پہ شقاوت کا عذاب  
پڑ گئی ماند مہ و مہر خیالات کی آب

وقت جب خیر کی تعظیم کا در جھول گیا  
خود تراشیدہ صلیبوں پہ بشر جھول گیا

شہر در شہر مچی قہرِ سلاطین کی دھوم  
صبحِ گلشن پہ مسلط ہوئی خود بادِ سموم  
ظلمتِ جہل کی ہیبت سے پڑے زردِ علوم  
شکرِ خیر نے پا مال کیا حُسنِ نجوم!

جنر کا شور بڑھا جب حدِ رسوائی سے  
کھل گئی گرہِ جنوں صبر کی انکڑائی سے

صبرِ سدا یہ دل، صبرِ مناجاتِ ضمیر  
 صبرِ خوشبو کی طرح پھول کے سینے میں اُسیر  
 صبرِ صحرا سے گزرتے ہوئے بادل کا سفیر  
 صبرِ سُقراط کے ہونٹوں پہ تبسم کی لکیر  
 صبرِ ایوانِ سلاطین میں کہاں ملتا ہے؟  
 صبرِ کا پھول سرِ نوکِ سناں کھلتا ہے  
 صبرِ غربت میں سدا دولتِ ثقلینِ اساس  
 صبرِ فرمانِ یتیم، صبرِ نگہ دارِ قیاس  
 صبرِ فتانِ بہ لب صبرِ ہے تفسیرِ شناس  
 صبرِ نبیوں کی قبا، صبرِ امامت کا لباس  
 صبرِ صدیوں کی ریاضت کا ثمرِ بنتا ہے  
 صبرِ بے چین دُعاؤں کا اثرِ بنتا ہے  
 صبرِ آدم کا مُتدّر کبھی ہابیل مزاج !  
 صبرِ انساں کی مشقت کو فرشتوں کا خراج  
 صبرِ اوہام کا قیدی ہے نہ پابندِ راج  
 صبرِ مظلوم کے ماتھے پہ اٹل فتح کا تاج  
 ظلم جب سینہ گیتی میں دھڑک اُٹھتا ہے  
 صبرِ شبِ بنم کے کلیجے میں بھڑک اُٹھتا ہے

صبر یعقوب کا چہرہ کبھی یوسف کی جبین  
صبر مریم کا تقدس کبھی عیسیٰ کا یتیں  
صبر کی مسند اعزاز سرِ عرش بریں  
صبر ہے خاتم انگشتِ سلیمان کا نیگیں  
صبر کی طبع حبیب بھی ٹپل جاتی ہے  
شعلگی نار کی گلزار میں ڈھسل جاتی ہے  
صبر مٹنہ زور ہواؤں کی ہتھیلی پہ چراغ  
صبر مہتاب کے سینے میں دکھتا ہوا داغ  
صبر تشکیک کے جنگل میں تیقن کا سراغ  
صبر کلیوں کا تکلم کبھی خوشبو کا دماغ  
صبر ہر جور و ستم خود سے بھلا دیتا ہے  
صبر دشمن کو بھی جینے کی دُعا دیتا ہے  
صبر پیوندِ زمیں ہے کبھی افلاک شکار  
صبر زنجیر کی شورش کبھی زنداں کا فشار  
صبر الہام کی منزل کبھی آیت کا وقار  
صبر حکمت کا خزانہ کبھی بخشش کا حصار  
ہاتھ میں جب بھی سخاوت کا علم لیتا ہے  
صبر محرم کو ولایت کی سند دیتا ہے



جذبہ نوح کبھی عزمِ براہیم ہے صبر!  
 وحدتِ فکر کے احساس کی تعظیم ہے صبر  
 عظمتِ ارض و سماء کی تجسیم ہے صبر  
 چشمہ کوثر و حُسنِ خانہ تسنیم ہے صبر  
 صبر کے عزمِ مسلسل سے جو کراتے ہیں  
 مطلقِ انکسار شہنشاہ بھی مٹ جاتے ہیں  
 صبر کو نین کے چہرے کے لیے نینتِ وزین  
 صبر معیارِ نظر، دولتِ جاں، راحتِ عین  
 صبر خیر کا جوی، فاتحِ صدِ بذر و جنین  
 صبر کردارِ نبی، صبرِ علمدارِ حسین  
 صحنِ تاریخ میں جب خاک بکھر جاتی ہے  
 کہ بلا صبر کی معراج نظر آتی ہے  
 کہ بلا سجدہ گزاروں کے تقدُّس کی زمیں  
 کہ بلا حُسنِ رُخِ عرشِ معالیٰ کی ایمن  
 کہ بلا حق کا بدن، نقشِ فردوسِ بریں  
 کہ بلا عدل کا دستور، مؤدّت کی حبیں  
 کہ بلا اب بھی وراءِ دسترسِ جبر سے ہے  
 کہ بلا رُکشنِ خورشیدِ سدا صبر سے ہے

جب بڑھا سُوئے گریبانِ بشرِ ظلم کا ہات  
 زلزلانے لگا جب قصرِ شریعت کا ثبات  
 کھول اس بھید کو اے غربتِ عاشور کی رات  
 بول اے دینِ پیغمبر کی ابد رنگِ حیات  
 تیرے جلتے ہوئے ہونٹوں پہ کوئی نام آیا ؟  
 جزِ حسین ابنِ علیؑ کون ترے کام آیا ؟  
 جزِ حسین ابنِ علیؑ کون ، کہانی کس کی ؟  
 آج تک ہونہ سکی بات پُرانی کس کی ؟  
 وجہ وقت نے اپنی رائی روائی کس کی ؟  
 موج کوثر سے ملی تشنہ دہانی کس کی ؟  
 لشکرِ ظلم کو مٹی میں ملایا کس نے ؟  
 سو کے مقتل میں دو عالم کو جگایا کس نے ؟  
 وہ حسین ابنِ علیؑ ، وقت کی تہذیب کا ناز  
 جس نے افشا کیا انسان کی توقیر کا راز  
 جس کا ہر زخم ہے سرمایۂ تفتدیرِ حجاز  
 جس نے تیروں کے مصالے پہ ادا کی ہے نماز  
 گرم جھونکوں سے جو احوال صبا پوچھتا ہے  
 زیرِ خنجر بھی جو خالق کی صبا پوچھتا ہے :

لختِ دلِ فاطمہؑ زہرا کا۔ وہ مظلومِ حسینؑ  
 بارشِ ظلم میں تنہا میرا معصومِ حسینؑ  
 پیاس میں قطرہ دریا سے بھی محرومِ حسینؑ  
 غربتِ دینِ پیمبرؐ، ترا مقسومِ حسینؑ  
 جس نے شاداب چمنِ پل میں اُجڑتے دیکھا  
 جس نے چُپ رہ کے عزیزوں کو بچھڑتے دیکھا  
 بندہٴ ربِّ دو عالم وہ حنُ و اندِ اصول  
 ثمرہٴ قلبِ پیمبرؐ، دُرِ شہوارِ بتولؑ  
 نکمتِ آیہٴ تطہیرؑ کُستانِ رسولؑ  
 کہکشاں جس کے لیے دامنِ احساس کی دھول!  
 زندگی جس کی محبت سے بُھاتی ہے مجھے  
 ہیبتِ موت پہ اب تک ہنسی آتی ہے مجھے  
 وہ جو شبنم بھی ہے شعلوں پہ شہرِ بار بھی ہے  
 دولتِ فکر بھی ہے عظمتِ کردار بھی ہے  
 وجہِ تخلیق بھی، تخلیق کا معیار بھی ہے  
 کاشفِ کنزِ حفی، صاحبِ اسرار بھی ہے  
 وہ جو مقل میں بھی جذبوں کی گرہ کھولتا ہے  
 نوکِ نیزہ پہ بھی قرآن کی طرح بولتا ہے۔!

وہ حسین ابن علیؑ، پیکرِ تحسین و جمال  
 لوحِ تقدیرِ دو عالم پہ وہ تحریرِ کمال  
 جس کا ہر قطرہٴ خوں و جلہٴ احساس و خیال  
 جس سے دیکھا نہ گیا دینِ پیہر کا زوال  
 نقش ہے جس کا عمل وقت کے آئینے میں  
 لشکرِ ظلم کا دل دُوب گیا سینے میں

وہ حسینؑ ابن علیؑ، زندہ و تابندہ حسینؑ  
 تا ابد اپنے اصولوں میں وہ پابندہ حسینؑ  
 اپنے زخموں کی شمعوں سے وہ زرخندہ حسینؑ  
 حق کی تجسیم وہ نبیوں کا نمائندہ حسینؑ  
 وہ جو بیثاق کے ہر لفظ کی تجدید بھی ہے  
 جس کی مقروضِ نبوت بھی ہے توحید بھی ہے

عظمتِ ابنِ علیؑ، دین کے دستور سے پوچھ  
 خضرِ موسیٰ کی تحبّلی کا فسوں طور سے پوچھ  
 رفعتِ نوکِ بناں ویدہٴ منصور سے پوچھ  
 صبرِ شبیرؑ کبھی سجدہٴ عاشور سے پوچھ

عصرِ عاشور کی کرنیں جو کبھی پھوٹتی ہیں  
 آنکھ کے ساتھ دل و جاں کی رگیں ٹوٹتی ہیں

ایک اک کر کے بچھڑتے تھے جب انصارِ حسینؑ  
 آسرا کوئی ضعیفی کا، کوئی رُوح کا چَہین!  
 یہ جواں لاش، وہ کم سن تو اُدھر راحتِ عین!  
 ہچکیاں وہ کسی بچی کی، کسی ماں کے وہ بہن  
 زندگی درد سے بس دیدہ تر جیسی تھی،  
 عصرِ عاشورِ قیامت کی سحر جیسی تھی  
 سو گئے جب سبھی اصحابِ سرِ دشتِ بلا۔!  
 اکبر و قاسم و عباس ہوئے شہ پہ فدا  
 کھو گئے عون و محمد، علی اصغر بھی چلا،  
 آئے مقتل میں حسین ابنِ علی بہرِ وفا!  
 شکر کرتے پئے سجدہ کبھی جھک جاتے تھے،  
 سوئے خیمہ کبھی بڑھتے، کبھی رُک جاتے تھے،  
 مقتلِ شہ کی زمینِ خون سے تو ہو کے رہی  
 زندگی اپنے ہی سینے کی سپر ہو کے رہی  
 نوکِ نیرہ کی بلبندی تھی کہ سر ہو کے رہی  
 ظلم کے اُتر چھٹے، دیں کی سحر ہو کے رہی!  
 جبر کا نام و نشان، بھولا ہوا خواب ہوا،  
 صبرِ شبیر کے سجدے سے ظفرِ یاب ہوا

# آدم سادات

(مدحت حضرت امام زین العابدین  
علیٰ ابن الحسین علیہ السلام)

نکھرے ہوئے کردار کا قرآن ہے سجد  
انسان کی تفتیس کا سلطان ہے سجد  
سرچشمہ دیں، عظمت ایمان ہے سجد  
اسلام کی تاریخ کا عنوان ہے سجد  
یہ شہر فضائل ہے مصائب کا جہاں ہے  
تبکیہ نبوت ہے امامت کی آذان ہے  
ہر دور میں احساس کی معراج ہے سجد  
غیرت کا شہنشاہ ہے سرتاج ہے سجد  
مظلوم کی آنکھوں میں مکیں آج ہے سجد  
کب تیرے میرے ذکر کا محتاج ہے سجد  
جب تک ہے جہاں میں حق و باطل کا فسانہ  
سجد کے سجدوں کو نہ بھولے گا زمانہ

جب نصب ہو دُنیا میں کبھی عدل کی میزان  
 جب حق کے لیے خود سے پگھلنے لگے وجدان  
 جب جبر کی بارش ہو سورہٴ رحمن ✓  
 جب ظلم سے ٹکرائے کسی دور کا انسان  
 ہونٹوں پہ پیمبر کی دُعا کے چلے گا  
 سجاد کی جرأت کا عصا لے کے چلے گا  
 سجاد سخی، سید و سردار و سرافراز  
 سجاد امیں، امن کا آقا، اجل اعزاز  
 سجاد صعوبت کے مقابل سپر انداز  
 سجاد کے خطبے میں ہے جبریل کی پرواز  
 سجاد و سر دشتِ خزاں ابر کرم ہے  
 زینت ہے نمازوں کی عبادت کا بھرم ہے  
 سجاد کی آہٹ سے لرزتی رہی شاہی  
 سجاد کی آواز ہے باطل کی تباہی !  
 سجاد ہے بے تیغ رہِ حق کا سپاہی ✓  
 سجاد ہے شبیر کی عظمت کی گواہی  
 سجاد کی ہیبت سے اجل ڈول رہی ہے  
 زنجیر کی اک ایک کڑی بول رہی ہے

سجاد کی صورت ہے کہ قرآن کی سورۃ  
 سجاد کی ہر سانس شریعت کی ضرورت  
 سجاد سے ٹکرائی جو باطل کی کدورت  
 بے نام و نشان ہو کے رہی گرد کی صورت  
 جب ظلم کبھی دہر کو برباد کرے گا۔ !  
 سجاد کو اسلام بہت یاد کرے گا  
 سجاد کا چہرہ ہے کہ ”والفجبر“ کا مفہوم  
 سجاد کے گیسو ہیں شبِ دُرد کا مقصوم  
 سجاد کا سینہ ہے کہ دیباچہ معصوم  
 سجاد کا ماتھا ہے کہ آئینہ مظلوم  
 سجاد کی پلکوں پہ یہ آنسو جو اڑے ہیں  
 غیرت کی ہر اک شاخ پہ یا قوت جڑے ہیں  
 سجاد کی آنکھیں ہیں کہ مہرباں کی دُکانیں  
 سجاد کی ہیبت سے ہوئیں گنگ زبانیں  
 سجاد کے دشمن اسے مانیں کہ نہ مانیں  
 گو نجس کی زمانے میں جہاں تک یہ اذانیں  
 سجاد کے حصے میں یہ اعزاز رہے گا  
 سجاد پہ سجدوں کو بڑا ناز رہے گا



آوازِ سلاسل سے کئی حشر جگائے  
 تاریک زمینوں میں مہ و مہر اُگائے !  
 اشکوں کی شعاعوں سے دُھلے شام کے سائے  
 چُپ رہ کے ہر اک جو رکے سب نقش مٹائے !  
 سبھاؤ نے اسلام کی تفتیر جگا دی  
 قیدی تھا مگر ظُلم کی بنیاد ہلا دی  
 اے آدمِ سادات و نشانِ رُخِ حُسنیں  
 سُلطانِ دِلِ خاک نشیناں شہِ ثقلین  
 ابرو میں ہے اعجازِ نما آیہِ قوسین  
 ملتی ہے ترے در سے ہمیں دولتِ دارین  
 انبوہِ اَلَم میں بھی مُناجاتِ صمد ہے  
 تُو ضبط کا معیار، تُو ہی صبر کی حد ہے  
 اے قافلہ سالارِ غریباں، مرے سردار  
 تاریخ کا چہرہ ہے ترے خُون سے گلزار  
 ہم مرتبہ عرشِ مُعلیٰ ترا کردار۔ !  
 حق تیرا صحیفہ ہے، صداقت تیرا معیار  
 دُنیا ہے فدا چاند کی ادنیٰ سی جھلک پر  
 مَوَلّا، یہ ترے طُوق کا ٹکڑا ہے فلک پر

ہے صُبح کا تارا کہ ترا آہِ سہمی آنسو  
یہ قوسِ قزح ہے کہ ترا سایہ اُبرو  
ہے شامِ غریباں کہ ترا نوحہ گیسو  
ہر موسمِ گل تیرے پسینے کی ہے خوشبو

شبِ نیم نے جو پتوں کے کبھی چاک سیسے ہیں

پھولوں نے ترے زخمِ بہت یاد کیے ہیں

کانٹوں کو تری آبلہ پائی نے رُلا یا

صحرا کو ترے داغِ جدائی نے رُلا یا

زنداں کو تری زحمتِ نمائی نے رُلا یا

سبّا دُتجھے ساری حسدائی نے رُلا یا

تجھ پر تو وہ ساعت بھی قیامت کی گھڑی تھی

جب ثانی زہرا سہ دربار کھڑی تھی!!

مولا تری عظمت کوئی بازار سے پوچھے!

یا ظلم کے دہکے ہوئے دربار سے پوچھے

اُمت کے بدلتے ہوئے کردار سے پوچھے

سجاد تری نحو کوئی اغیار سے پوچھے

ہر موڑ پہ نظر میں تو جھکائے ہوئے گُزرا

غیرت کے جنازے کو اٹھائے ہوئے گُزرا

## سلام

کیا خاک وہ ڈریں گے لحد کے حساب سے؟  
 منسوب ہیں جو خاک رہ بُترا ب سے  
 مشکل کُٹ ہیں پاس، فرشتہ ادب کرو  
 مشکل میں ڈال دوں گا سوال و جواب سے  
 خیر میں دیکھنا یہ ہے جب بیل یا اجل؟  
 لپٹا ہوا ہے کون علیؑ کی رکاب سے  
 پہلے یہ ضد تھی خواب میں دیکھیں گے خلد کو  
 اب ضد یہ ہے کہ خلد میں جاگیں گے خواب سے

جیسے چُنّا علی کو نبیؐ نے عندِ یر میں!  
ہر انتخاب سیکھ لو اس انتخاب سے

جو ”یا علیؑ مدد“ کو گُنہ کہہ کے چرٹ گئے!!  
واقف نہیں وہ میرے گناہ کے ثواب سے

اب تک شباب کا نہیں دُنیا کو اعتبار  
رُوٹھے کچھ اس طرح علیؑ اکبر شباب سے

محسنِ دِلّائے آلِ نبیؐ کا صلہ ہے خُلد!  
میں نے یہی پڑھا ہے خُدا کی کتاب سے

www.sirat-e-mustaqim.net

## صادق آل محمدؑ

(مدحتِ سرکارِ امامِ جعفر صادق علیہ السلام)

مرحبا، پھر کھل رہا ہے آدمیت کا چمن !  
 پھر مزاجِ حق کی انگڑائی ہوئی باطل شکن  
 پھر تلاطمِ آفریں ہے جوشِ دریائے سخن  
 سچ رہی ہے چودہ معصوموں کی دلکش انجمن  
 پھر جوابِ انتظارِ چشمِ تر آنے کو ہے  
 وقت کی آغوش میں تازہ ثمر آنے کو ہے  
 آج کیوں طاؤس کی صورت ہو ارقصاں پھرے؟  
 کس لیے جب بیل بزمِ نور میں حیراں پھرے  
 کیوں ہجومِ انبیاء بھی مثلِ گلِ خنداں پھرے  
 سوچنے دو، کیوں مسحا، یوں تھی اماں پھرے؟  
 کون ایسا کیمیا گر ہے؟ نشانی چاہیے!  
 خضر کتا پھر رہا ہے، زندگانی چاہیے!

پو پھٹی، اُبھری شعاع شش جہاتِ زندگی  
زندگی کے زرد چہرے پر کھلی رخشندگی!  
مَدّتوں کے بعد عرفاں کو ملی تاپندگی!  
دھل گیا، رُخسارِ حق سے گمردہ شرمندگی

دھل گیا رُخسارِ حق، ذہنِ عدو شل ہو گیا  
چودھویں کا چاند آبِ آدھا مکمل ہو گیا!

اُمّ فَوّہ کے گلستاں میں کھلا صد رنگ پھول  
پُھول جس کی موجِ خوشبو سے مرتب ہوں اُصول  
چاندنی ہے جس کے عکس رائیگاں سے دھول دھول  
جس کی نکہت کو ترستے ہیں زمانے کے رُسول۔!

وہ حیاتِ جاوداں بجھتے چراغوں کے لیے!

مَعْرِفَت کی روشنی ہے جو دماغوں کے لیے!

کارواں اب عید کر، تجھ کو نسیا رہبر ملا

اے زمیں خوش ہو صداقت کا یہ پیغمبر ملا

ناز کراے آسماں، رشکِ مہ و اختر ملا

دیکھ شہرِ علم، تجھ کو کیس منقش در ملا

یہ امامِ حق میرے مُشکُلَت کی شکل ہے

اے نصیری ہو ہو تیرے خدا کی شکل ہے

حضرت باقرؑ، مبارک جانشین ارجمند  
 جس کا رتبہ سرحدِ بدرہ سے بھی ٹھہرا بلند  
 یہ کرمِ فطرت، حیا جو، عنم بجاں، مشکل پسند  
 جس کا بچپن ڈالتا ہے آسمانوں پر کمند  
 جب جوانی آئے گی کیسا بانچس ہو جائے گا  
 جدِّ امجد کی طرح خیرِ شکن ہو جائے گا  
 موسمِ گل کی طرح آیا ہے جعفر پر شباب  
 نو قدم لینے کو اتری ہے شعاعِ آفتاب  
 ریزہ ریزہ ٹوٹ کر بکھرا شبِ ظلمت کا خواب  
 ہوشیار اے امریت، آگیا پھر انقلاب  
 دھڑکنیں سہمی ہوئی ہیں کیوں قریب و دور کی  
 ڈوبتی جاتی ہیں نبضیں کس لیے منصوبہ کی  
 یہ محمدؐ کی طرح صادق، علیؑ جیسا دلیر  
 اس کا رتبہ کیا بتاؤں، خود زبر، افلاکِ زیر  
 قول میں صادق ہے منبر پر ولیِ مبداء میں شیر  
 یہ اگر چاہے تو قسمت کو سنورتے کیا ہے دیر  
 یہ جہاں میں جس کسی پر فیضِ آرزانی کرے  
 فقر کے عالم میں وہ عالم کی سلطانی کرے

یہ قناعت کیش بھی، فرمانروائے دہر بھی  
خاکسارِ مُسدِّ حق بھی، انا کا شہر بھی  
ناخدائے کشتی جاں بھی، امیرِ بحر بھی  
خُلد میں اس سے رواں لطفِ کرم کی نہر بھی

جس طرح جلوے سبھی اسلام سے ظاہر ہوئے  
معجزے سارے اسی کے نام سے ظاہر ہوئے

یہ فتہِ رعنا ہے یا اسلام کی پسلی ازاں  
آنکھ کی گہرائیوں میں رفعتِ ہفت آسماں  
یہ جبیں ہے یا غلافِ مصحفِ کون و مکان  
خال و خد ہیں یا مُقدس آیتوں کا اک جہاں  
گفتگو ہے یا نزولِ آیہِ تطہیر سے  
یہ سراپا مصطفیٰ کے خواب کی تعبیر سے

جیم سے جزوِ حلالِ کبریا، جُمدِ جمیل  
عین سے عرفانِ حق، عنبرِ علیؑ، عکسِ عقیل  
”ف“ سے فرعِ مصطفیٰ فہم و فراست کی فصیل  
”ر“ سے راحتِ رہنما، راسخ، رُضی، رافع، رحیل

یوں تو اس کا نام نامی نقشِ دل پر ہو گیا  
سینہِ قرطاس پر بکھرا تو جعفر ہو گیا

”و“  
”یہ“  
”ا“  
”د“  
”ق“

صاد  
یعنی  
تیری  
لامک

کیور  
تیر  
ثبت  
چشمہ



”ص“ سے صائم سدا، صورت سے مافوق البشر  
 یہ ”الف“ الحمد کی آیات کا تصویر گرہ!  
 ”و“ سے درد آشنائے دیدہ و دل سہ بہر  
 ”ق“ سے قائم، قسیم کوثر و تسنیم تر۔!  
 روح کے ہر زحتم کا چارہ گر حاذق کہوں  
 دل یہ کہتا ہے اسے اب ”جعفر صادق“ کہوں  
 صادق حق، مرکز انوار حتم المرسلین۔!  
 یعنی اے نصف النہار افتاب علم و دیں۔!  
 تیری درباری کا خواہش مند حبیبِ یلِ امین۔!  
 لامکان تک تیری سرحد، عرش تک تیری زمین  
 آسماں کا نام تیرے ناز برداروں میں ہے!  
 دیں حق اب تک ترے گھر کے نمک خواڑوں میں ہے  
 کیوں نہ ہو واجب بنی آدم پہ تیرا احترام  
 تیرے کاسہ لبیس ٹھہرے ہیں بزعم خود امام  
 ثبت ہے لوحِ جبین وقت پر تیرا کلام  
 چشمہ ادراکِ ربّ دو جہاں تیرا پیام  
 ہر مفکر تیرے افکارِ حسیں میں کھو گیا  
 تیرے دم سے از سر نو دینِ زندہ ہو گیا

اے کرم گستر، ستم نا آشنا، اخلاق جو  
 تیرے دم سے دین پیغمبر نے پائی ہے نمو  
 تجھ سے باقی ہے جہان شش جہت کی آبرو  
 آخری مصرعہ امامت کی مسدس کا ہے تو  
 آگہی تیرے کرم سے موج کوثر ہو گئی !  
 معرفت شبّہم کا قطرہ تھی سندر ہو گئی :  
 تو نے منکرِ عصر کو یوں دولتِ عرفان دی  
 کور چشموں کو مہ و نور شید کی پہچان دی  
 سنگریزوں کو نطشہ بخشی دلوں کو جان دی  
 آدمیت کو متاعِ عظمت ایمان دی  
 بھلیوں کو بھی اسیر گوشہِ خرم کیا !  
 آگ پر شبّہم چھڑک دی، دشت کو گلشن کیا  
 تیرے دروازے کی چوکھٹ قبلہ اربابِ حق  
 صبح کی پہلی تہجلی تیری بدحت کا ورق  
 تجھ پہ نازاں آسماں ہے سرخرو تجھ سے شفق  
 تیرے دم سے شہ رگ دیں میں جوانی کی رفق  
 مضطرب ہے زندگی تیری محبت کے لیے  
 سانس لیتا ہے زمانہ تیری چاہت کے لیے

عکس ہے کاظمِ ترا، تیری رضا تیرا رضا  
 تیرا تقویٰ ہے تقی، نطقِ نقی تیری صدا  
 عسکریٰ ہیبتِ تری، مہدیٰ ترا کل مدعا  
 اس سے آگے کچھ نہیں کچھ بھی نہیں ہو بھی تو کیا؟  
 کیا دُعا مانگوں متاعِ شمعِ عرفانی کے بعد؟  
 میں نے سب کچھ پالیا تیری ثنا خوانی کے بعد!!

# معراجِ قلم

(قصیدہ سرکارِ سلطانِ عرب و العجم امامِ ضامن علی رضا علیہ السلام)

یہ زنگ یہ رم جھم یہ برستی ہوئی خوشبو  
کھلتے ہوئے ریشم کی طرح رات کے گیسو

دہکے سوئے جذبوں سے مہ و سال کے پاتال  
یہ گلبن یا قوت میں بکھرے ہوئے جگنو

یہ خاتم انگشتِ شب و روز کی چھیل  
یہ بارشِ فیروزہ و الماس لب جو

ہستی کے خد و خال پہ الہام کے سائے!  
مستی میں یہ بجتے ہوئے الفاظ کے گنگھرو

یہ وجد کا عالم ہے کہ دل پر نہیں کھلتا۔!  
پیکوں کے غلافوں میں بتائے ہیں کہ آنسو

احساس کی ”کن من“ میں انا الحق کی شُعاعیں  
 انفاس کی شورش میں بھی آواز دے ”یا ہُو“

صحرائے تحنُّیل میں یہ لفظوں کی نکیریں!  
 یا چاندنی اوڑھے ہوئے بن میں رَم آہو

یہ بزمِ ولا۔ صلیٰ علیٰ کے یہ مُصلّے!  
 یہ عرشِ نشیں لوگ یہ فردوس کے گھبرو

اربابِ زمیں سجدہ گزاری میں ہیں مَصروف  
 افلاک پہ ملکوت ہیں وِشْران بہ زانو!

سُبُّوح کی تسبیح میں قائم کی مناجات  
 الحمد سے واللّٰہ تنک شور بہ ہر سُو!

نکبت سے نکھرتی ہوئی مدحت کی صُبُّوحی  
 رگ رگ میں اُترتا ہوا ادراک کا جادو

آواز دے ”سُبْحَانَک لَا عِلْمَ لَنَا“ پر  
 سر دھنتے ہوئے سایہ طوبیٰ کے پکھرو

کیوں دل میں مودت نہ ہو ممدوح خدا کی  
مہتاب کی کرنوں کو سمندر پہ ہے تابو!

سلطان خراساں کا قصیدہ کہوں کیسے؟  
الفاظ ہیں کم قیمت و کم قامت و کم رُو!

اک وہ کہ زبانوں کی رسائی سے ہے بالا  
اک میں کہ مجھے ٹھیک سے آتی نہیں "اُردو"

اے ربِ زباں خالقِ تسلیمِ تخیل  
اے صاحبِ قرآن کے لیے قوتِ بازو

اے تو کہ ترا نطق ہوا نہجِ بلاغت  
دے میرے تکلم کو بھی "طراح" کی خو بو

خود لفظِ ترے اذنِ سُلوٰنی کا ہے محتاج  
الفاظ و مفاہیم کا محتاج نہیں — تو

بہتر ہے کہ اب قافیہ تبدیل کروں میں  
پھر فطرتِ الفاظ بدلنے لگی پہلو

دے اذن کہ تُو صاحبِ اسرارِ قلم ہے  
پھر شوقِ شنائِ خوانیِ سلطانِ عجم ہے!

سُلطانِ عجم، صاحبِ دلداریِ کونین!  
مختارِ ازل، قافلہ سالارِ اُمم ہے

کہنے کو علیؑ، نامِ رضا، کامِ شفاعت!  
غرِبت میں بھی سردارِ شب و روزِ ارم ہے

پیکر ہے کہ اقصیٰ کا فلک بوسِ منارہ  
سایہ ہے کہ اک اُترِ سرِ صحنِ حرَم ہے

زُلفیں ہیں کہ کعبے میں شبِ قدر کی آیات  
چہرہ ہے کہ دیباچہٴ آئینِ کرَم ہے

آنکھیں ہیں کہ ثقلین کی بخشش کی سیلیں  
ماتھا ہے کہ سزائے تعظیمِ اُمم ہے!

رُخسار، معاہد ہیں مہ و مہرِ وفا کے  
کردار کی عظمت میں رسولوں کا حشم ہے

کیسے؟  
کلمِ رُو!

مِ تخیل  
تِ بارو

محتاج  
تو

رفتار، قیامت کو بھی تعظیم سکھائے  
کوئین کی شاہی کافسوں زیرِ قدم ہے

بازو ہیں کہ وحدت کی حکومت کی حدیں ہیں  
قد ہے کہ سرِ عرش بریں حق کا علم ہے

شانے ہیں کہ انسان کی عظمت کے خزانے  
سینہ ہے کہ اک صفحہ تاریخِ قدم ہے

ہاتھوں کی لکیریں ہیں کہ کوثر کی شعاعیں  
ناخن کی چمک رشکِ رنجِ شیشہِ جم ہے

ملبوس کی ہر تہ سے دھنک رنگ چرائے  
قدموں پہ سدا گھرِ دنِ افلاک بھی خم ہے

ہے اُمرا ولی الامر کہ تصویر ہو ”زندہ“  
عیسیٰ سے کہو آئے مقابل میں جو دم ہے!

پُھولوں سے بھری رُت ہے ترا عکسِ تبسم  
برسات کا موسم بھی ترا دیدہِ خم ہے



یہ بھید کھلا ہے ترے درِ یوزہ گروں سے  
جنت تری نعلین کی قیمت سے بھی کم ہے

اے ضامنِ ثامن مجھے اک بار عطا کر  
وہ حرفِ یقین جو سرِ ادراکِ رستم ہے

لکھتا ہوں تری مدح کہ حاصل ہو کوئی اجر  
توؔ لوح کا مفہوم ہے معراجِ قلم ہے

تو میرا سخی میرا سخی ہے تو ابھی تک  
کیوں منتظرِ لطفِ مرادیدہؔ نم ہے ؟

صد شکر کہ حاصل ہے ترے دُرِّد کی دولت  
میں خوش ہوں کہ یہ تیری عطائیں اکرم ہے

راضی ہے اگر توؔ تو نہیں چاہیے کچھ اور  
تو خود ہی رضا ہے مجھے خالق کی قسم ہے

جنت تری دہلیز سے خیرات ملے گی !  
وہ یوں کہ تری ذاتِ مرے حق میں حکم ہے

فردوسِ بریں یوں تو ہے صدیوں کی مسافت  
دیکھوں ترے رستے سے تو دو چار قدم ہے

عادی ہوں ازل سے میں تیرے لطف و کرم کا  
شاہوں کی نوازش مرے معیار سے کم ہے

دے مجھ کو سہارا کہ تیرا اسمِ گرامی!  
ٹوٹے ہوئے ہر دل کی دعاؤں کا بھرم ہے

پھر تیری تجسلی کو ترستی ہیں نگاہیں!  
اک اور زیارت کہ سفر سُوئے حرم ہے!!

کو تاہی دامن تری معروض ہے جس پر  
ہر آنِ محبت تیری مائل بہ کرم ہے

خوش ہوں کہ تیرے نام کی نسبت ہوں زندہ  
یہ بھی نہ میسر ہو تو پھر سانس بھی سُم ہے

تو بابِ حوائج ہے تو پھر اے مرے ضامن  
کیوں مجھ پر مسلسل غمِ دنیا کا رستم ہے؟

ہاں میرے لیے ہے یہی معراج عبادت  
حاصل مرے سجدوں کو ترا نقش قدم ہے

مُحْسِن کے لیے حکم ہے کیا اے مرے مُوَلّا؟  
یہ تیرا قصیدہ ہے، یہ میں ہوں، یہ قلم ہے !!

www.sirat-e-mustaqeem.net

# خمارِ صدق

بہ بارگاہِ حضرتِ حُجَّۃِ عجل اللہ تعالیٰ

ہم ایسے سادہ دلوں سے حجاب کیسا ہے؟  
کہ ہم تو یوں بھی ہیں مٹنے کو نقشِ پا کی طرح

تُو جانتا ہے ہماری نیازِ مندی کو۔!  
رہِ وفا کے فلکِ نازِ آشنا کی طرح۔!

ہمارے دل میں مَوَدتِ گلاب جیسی ہے  
سنوارتا ہے عقیدہ چسے صبا کی طرح!

ہر اک نماز میں ہم مانگتے ہیں خیرِ تری!  
خمارِ صدق سے بہرِ بزمِ مدعا کی طرح!

تیری قسم تجھے شاملِ خیال کرتے ہیں  
ہر اہستہ میں مگر حرفِ انتہا کی طرح

تری جھکی ہوئی پلکیں حروفِ لوح و قلم  
لگے بہار کا موسم تری قرب کی طرح

دل و زباں پہ دکھتا ہے تیرے نام کا نقش  
ہوائے صبح میں بھگی ہوئی دعا کی طرح

ترے وجود کے قائل بھی ہم ہیں سائل بھی  
شبِ سیہ میں ستاروں کے ہمنوا کی طرح

نہ پوچھ کتنے زمانوں سے تجھ کو دھونڈتے ہیں  
کبھی چراغ کی صورت کبھی ہوا کی طرح

عقیدتوں کے اُفق پر کبھی ظہور تو کر!  
وہ ایک پل کو سہی خوابِ خوشنما کی طرح

وگر نہ خوف ہے آنکھیں بھٹکتے جائیں کہیں  
نصیریوں کی بھٹکتی ہوئی صدا کی طرح!

خطا معاف، نقابیں رُخِ حسیں سے اٹھا  
خدا کے واسطے ہم سے نہ چھپ "خدا" کی طرح

# طلوع شمسِ امامت

مدحتِ سداً بقیۃ اللہ ولی العصر  
حضرت قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ

دھرتی نہا رہی ہے گلابوں کے رس میں آج  
تقدیرِ آسماں کی ہے ذروں کے بس میں آج ✓  
بُغض و حسد رواں ہے دلِ خار و خُش میں آج  
رِختِ نئی قلم ہے مری دسترس میں آج  
یہ رات ہر طرح سے قیامت کی رات ہے  
یعنی طلوعِ شمسِ امامت کی رات ہے  
یہ رنگ یہ رتیں یہ بہاروں کی ٹولیاں  
کرنوں سے بھر گئی ہیں ستاروں کی جھولیاں  
ہمچولیوں کے ساتھ یہ شاخوں کی ہولیاں ✓  
خوشبو کی ہمسفر ہیں مٹنگوں کی بولیاں  
دیکھو ذرا زمیں کی دعائیں اُڑان میں  
دُم دُم عشی عشی کی صدا ہے جہان میں

بسانہ  
عبد  
ہ  
رخ

چہرہ  
خوش  
شکلا  
نشانہ

آرا  
رخ  
ا  
رکت

بسا نسوں کو روک روک کے چلتی ہوئی حیات  
 جیسے غلافِ حُسن میں لپٹی ہو کائنات  
 ہے مثلِ سلسبیلِ روانِ نبضِ شش جہات  
 رُخ سے نقابِ نورِ سرکتی ہوئی یہ رات  
 باتیں ملائکہ میں قیام و قعود کی  
 ہر سُو اُچھڑ رہی ہیں صدائیں درود کی  
 چہرے یہ پھول پھول تو جذبے یہ رنگ رنگ  
 خوشبو کا یہ خرام خیالوں کے سنگ سنگ  
 شکلیں شفق شفق ہیں تو عقلیں ہیں دنگ دنگ  
 شاخوں کی شوخ شوخ قبائیں ہیں تنگ تنگ  
 اِس شرب کی قدر کر کہ رگِ جبر کٹ گئی  
 دُنیا حیا کی بارہ دُری میں سمٹ گئی  
 آتشِ جمال میں مصروف بحر و بر  
 رُخسارِ شرب پہ غارِ دلدار می سحر  
 اُچھے ہوئے ہیں ساعتِ اول سے خیر و شر  
 رکتی نہیں ہے آنکھ کسی اک مقام پر  
 دل میں ہے اک سوال کی نوبت بجی ہوئی  
 ہے کس کے انتظار میں دُنیا سچی ہوئی ؟

یہ راز  
یعنی کہ  
ارض  
یعنی

بخشت  
قسمت  
زلف  
اے

یہ راز  
مہکی ہر  
یہ مورا  
نازل

ہے کون جس کی دونوں جہاں کو ہے جستجو؟  
ہے کس کا نام مہرِ نبوت کی آبرو؟  
کس کے وجود سے ہے دو عالم میں ہاؤ ہو؟  
بہتی ہے کس کے اذن سے سانسوں کی آجھو؟  
غیبت کسے ملی ہے خدا سے قریب کی؟  
خیرات کون بانٹ رہا ہے نصیب کی؟

اے زندگی قریب تو آ، تجھ سے بات ہو  
تھوڑی سی شرحِ رمزدلِ کائنات ہو  
تجھ پر مرے جنوں کا یونہی التفات ہو  
شاید اسی سبب سے تجھے بھی ثبات ہوا  
ریزہ سمیٹ تو مرے عکس خیال کا  
یہ رات ہے جواب ترے ہر سوال کا

اتری فلک سے جھوم کے عرشِ بریں کی رات  
خلدِ بریں کی صبح سے بہتر زمیں کی رات  
دنیا میں عکسِ جلوہ حق آفریں کی رات  
یعنی ورودِ مہدی دینِ مہربیں کی رات  
کچھ مانگ لے کہ حق ہے کرم پر نثلا ہوا  
بابِ قبولیت ہے سحر تک کھلا ہوا



یہ رات ، انبیاء کے خرویشِ دُعا کی رات  
 یعنی کشودِ سینہ لوح و فا کی رات  
 اَرْض و سما پہ بخششِ دستِ خدا کی رات  
 یعنی ظہورِ تاجورِ ہَلِّ اَلہ کی رات  
 تفتِ دیر کے سُکوت کی نو بولنے لگی  
 یہ رات حرفِ کُن کی گرہ کھولنے لگی  
 نختِ بشر کی رُت ہے، سنو نے کی رات ہے  
 قسمت کے خد و خال نکھرنے کی رات ہے  
 زلفِ کرم! جہاں پہ بکھرنے کی رات ہے  
 اے چودھویں کے چاندؑ، ابھرنے کی رات ہے  
 موجِ عمل، نجات کا زور لیے ہوئے  
 ذرے ہیں آفتاب کے تیور لیے ہوئے  
 یہ رات جو بکھرنے لگی ہے گلی گلی !  
 مہکی ہوئی ہے جس سے تصوّر کی ہر کلی  
 یہ مُورِ قی مُراد ، مہکتی یہ منخپلی  
 نازل ہوا اسی میں مرا چودھواں علیؑ  
 یہ رات قیمتی ہے ، مقدّس سی چیز ہے  
 یہ رات کائنات میں سب کو عزیز ہے

یہ رات ہے نجاتِ بشر کی نوید بھی  
یہ رات ہے بہشتِ بریں کی کلید بھی  
یہ رات سعد بھی ہے، سراجِ سعید بھی  
یہ رات، رات بھی ہے مگر صبحِ عمید بھی

اس رات میں رواں ہے سمتِ رخیال کا  
آئندہ کرہ کریں ذرا نہ حسرت کے لالہ کا !!

اے فخرِ ابنِ مریم و سلطانِ فقرِ خُو  
تیرے کرم کا اثر برستا ہے چار سُو  
تیرے لیے ہوائیں بھٹکتی ہیں کوہِ بکُو  
تیرے لیے ہی چاند اترتا ہے جو بجو

پانی تیرے لیے ہے سدا ارتعاش میں  
سُورج ہے تیرے نقشِ قدم کی تلاش میں

اے آسمانِ منکرِ بشر، وجہِ ذوالجلال  
اے منزلِ خرد کا نشان، سرحدِ خیال  
اے حُسنِ لایزال کی تزئینِ لازوال  
رکھتا ہے مضطرب مجھے اکثر یہی سوال

جب تُو زمین و اہلِ زمین کا نکھار ہے  
عیسیٰ کو کیوں فلک پہ ترا انتظار ہے؟

اے  
تیری  
تیری  
تیری

تو مسکرا  
تو چُپ  
تو بول  
ہر دل

تیرے  
مہتاب  
موج  
محشر کی

اے عکسِ حنہ و خالِ پیمید، جمالِ حق  
 تیری ترنگ میں ہیں فضا میں شفق شفق  
 تیری عطا سے نبضِ جہاں میں سدا رفق  
 تیری کرن پڑے تو رُخِ آفتابِ نق  
 تیرے نفس کی آنچِ دلِ خشک و تر میں ہے  
 تیرے ہی گیسوؤں کی تحبلی سحر میں ہے  
 تو مسکرا پڑے تو خزاں رنگِ رنگ ہو  
 تو چپ رہے تو سارا جہاں مثلِ سنگ ہو  
 تو بول اٹھے تو نطقِ جہاں سازِ رنگ ہو  
 ہر دل میں کیوں نہ تیری ”ولا“ کی اُمنگ ہو  
 میں کیوں نہ تیرا شکر کروں بات بات میں  
 ہر سانس تیرے در سے ملی ہے زکوۃ میں  
 تیرے حشم سے رنگِ فلکِ لا جو رہے  
 مہتاب تیرے حُسن کے پر تو سے زرد ہے  
 موجِ ہوائے خلدِ تیرے دم سے سر دہے  
 محشر کی دھوپ کیا؟ تیرے قدموں کی گرد ہے  
 تیرا کرم بہشتِ بریں کا سُہاگ ہے  
 تیرا غضب ہی اصل میں دوزخ کی آگ ہے

تو مرکزِ جہاں بھی شہِ جبِ ریل بھی  
 دُنیا کا محتسب بھی ہمارا وکیل بھی  
 تُو عفتل بھی، جنوں بھی، جمال و جمیل بھی  
 پردے میں ہے وجودِ خدا کی دلیل بھی

دُنیا ترے مزاجِ سماعت کا نام ہے  
 محشر ترے ظہور کی سماعت کا نام ہے

اے باغِ عسکری کے مقدّس ترین پھول

اے کعبہٴ منورِ عِظَمِ نظر، قبۃٴ اُصول۔!

آ، ہم سے کہ خراجِ دل و جاں کبھی وصول

تیرے بغیر ہم کو قیامت نہیں قبول!!

دُنیا نہ مال و زر نہ وزارت کے واسطے!

ہم جی رہے ہیں فقط ہم جی رہے تیری زیارت کے واسطے!!

مولا ترے حجابِ معافی کی خیر ہو!

تیرے کرم کی، تیری کہانی کی خیر ہو،

تیرے حُسنِ مِی تیری روانی کی خیر ہو

نرجس کے لال، تیری جوانی کی خیر ہو

ممکن ہے اپنی موت نہایت قریب ہو!

اک شب تو خواب ہی میں زیارت نصیب ہو،

اے آفتابِ مطلعِ ہستی، اُبھر کبھی  
 اے چہرہٴ مزاجِ دو عالمِ نکھر کبھی  
 اے عکسِ حق، فلک سے اُدھر بھی اُتر کبھی  
 اے رونقِ نمو، لے ہماری نخبہ کبھی

قسمت کی سرِ نوشت کو ٹوٹے ہوئے ہیں ہم  
 تیرے لیے تو موت کو روکے ہوئے ہیں ہم

اب بڑھ چلا ہے ذہن و دل و جاں میں اضطراب  
 پیدا ہیں شش جہات میں آثارِ انقلاب  
 اب ماند پڑ رہی ہے زمانے کی آفتاب  
 اپنے رُخِ حسیں سے اٹھا تو بھی اب نقاب

ہر سُوزِ یزیدیت کی کدورت ہے ان دنوں  
 مولا تیری شدید ضرورت ہے ان دنوں

ہیں تیرے اختیار میں قدرت کی مرضیاں!  
 تیرے سوا کسی سے اُمیدیں ہیں "مرضیاں"  
 "سائل" کی جانتا ہے تو حاجات، "مرضیاں"  
 ہم پھر بھی اس لیے تجھے لکھتے ہیں عرضیاں!

ان پر تو دستِ خط جو کرے، اپنی "عید" ہے  
 کاغذی بہشتِ بریں کی "رسید" ہے!

نسلِ ستم ہے در پئے آزار، اب تو آ  
 پھر سچ رہے ہیں ظلم کے دربار، اب تو آ  
 پھر آگ پھر وہی در و دیوار، اب تو آ  
 کعبے پہ پھر ہے ظلم کی یلغار، اب تو آ  
 دِن ڈھل رہا ہے، وقت کو تازہ اُڑان دے  
 آ، اے ”امامِ عصر“ حرم میں ”اذان“ دے

www.sirat-e-mustaqeem.net

## سلام

دیکھنا، رتبہ ہے کتنا محترم عباس کا  
عرش تک لہراتا جائے ہے علم عباس کا

چودھویں معصوم کے خشنہ چہرے کی قسم  
چودھویں کا چاند ہے نقشِ تدم عباس کا

ہو گئی محفوظ تاریخِ حسین ابن علیؑ  
کربلا میں جب ہوا باز و تدم عباس کا

آسماں بہر زیارت جھک کے دیکھے گا تمہیں  
روح میں تعمیر کر لینا حرم عباس کا

ساحلِ دریا کو فتح کر کے تشنہ لب رہا  
سارے عالم کی دف بھرتی ہے دم عباس کا

اس لیے سینہ زنی کو ”ہاتھ“ اٹھتے ہیں سدا  
ما تم شبیر میں شامل ہے عنم عباس کا

خود پیمر دیں گے بخشش کی سدا انعام میں!  
روزِ محشر جب کریں گے ذکر ہم عباس کا

مردِ عباس ہو کیونکر نہ معراج شعور!  
آسماں والوں سے کب رتبہ ہے کم عباس کا؟

بس یہی کچھ ہے متابعِ عاقبتِ محسن مجھے!  
دل میں زہرا کی دُعا، سر پر علمِ عباس کا

نور  
پیدا  
کچھ  
پہن

چرخ  
”و  
”و  
”و

www.sirat-e-mustaqim.net



# کلیم طور وفا

(مدحت حضرت عباسؓ علمدار)

نوبت بچی، سبھی وہ خیالوں کی انجمن  
 پیدا ہوئی جبیں تختہ پل پہ اک شکن  
 بکھری شفق میں دُھل کے تصور کی ہر کرن  
 پہنا عروس وقت نے غیرت کا پیرہن  
 ابھرا ہے ماہتاب جو ”اُمّ البنین“ کا  
 ملتا ہے آسماں سے مقدر زمین کا  
 چُن لی خیال نے جو ازل میں علیؑ کی ”عین“۔!  
 ”ب“ بضعت رسولؐ کی عصمت کا زیب زین  
 ”الحمد“ کے الف کا سراپا دلوں کا چین  
 ”والناس“ کی یہ ”سین“ یہ نطقِ دلِ حسینؑ  
 ہر حرف کائنات کا عکاس بن گیا  
 دیکھا جو غور کر کے تو عباسؓ بن گیا

عبّاسؑ افتخارِ وفا — تاجدارِ عرب !  
 لرزاں ہیں جس کے نام سے اطرافِ شرق و غرب  
 ”ضرب المثل“ بنی ہے زمانے میں جس کی ضرب  
 جس کو ملول کر نہ سکے حادثاتِ کرب

سوارِ دستِ ظلم سے انساں کا خوں ہوا  
 عبّاسؑ کا علم نہ مگر سرِ نگوں ہوا

اللہ رے بچپن میں یہ عبّاسؑ کی بہن  
 انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانگ  
 تیور ہیں شوخ شوخ تو چہرہ چمن چمن  
 آنکھیں شفق شفق ہیں تو زلفیں تسکن تسکن

عبّاسؑ کبیریا کا عجب انتخاب تھا  
 طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا

\* حیدرؑ کے بعد ملکِ شجاعت کا تاجور  
 وہ بادشاہِ صبر و تحمل کا ہم سفر  
 جس نے کیا ہے لٹ کے دل آدمی میں گھر  
 جس کے لہو میں دھل کے نکھرتی رہی سحر

وہ جس کی پیاس چشمہٴ آبِ حیات ہے  
 وہ جس کا نام آج بھی وجہِ نجات ہے

جس کی جبین کے بل سے زیادہ نہ تھی فرات  
 جس کی ہر اک ادا پہ پنچھا اور ہوئی حیات  
 قبضے میں تیغ تیغ کی چھاؤں میں معجزات  
 مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات

جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آگیا  
 عباسؑ فاطمہؑ کی دُعا بن کے چھٹا گیا

✧ معیار بے مثیل تو کردار لازوال  
 گفتار، عکسِ نطقِ امامت کا اک کمال  
 رفتار میں وہ عزم کہ محشر بھی پامال  
 چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے دُوالجلال

عباسؑ کا وقار قیامت کی چپینہ تھی  
 صبر و رضا غلام، شرافت کنیز تھی

عباسؑ اوجِ حق بھی عبورِ امام بھی  
 یعنی کلیمِ طور و فنا بھی کلام بھی  
 حُسنِ منور و صبر و نصیرِ امام بھی  
 بھائی بھی تھا، مشیرِ سفر بھی غلام بھی

عباسؑ بندگی میں وہ آقاؐ نواز تھا  
 شبیرِ فخر کرتے تھے، زینبؑ کو ناز تھا

عبّاسؑ علم و فکر کی ساعت کا نام ہے  
عبّاسؑ کبریا کی اطاعت کا نام ہے  
عبّاسؑ کو ہمارِ شجاعت کا نام ہے  
عبّاسؑ روزِ حشر شفاعت کا نام ہے  
کیا غم یہ کائنات اگر بے ثبات ہے؟  
عبّاسؑ کا کرم ہی حقیقی حیات ہے!

عبّاسؑ عکسِ قوّتِ پندارِ حیدری!  
جس کے سکوتِ صبر پہ تہِ بانِ لاوری  
وہ جس کی بندگی سے ٹپکتی ہو داوری  
جس کو ملے مستِ سعِ دُعا ئے پیہمبری!  
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے؟  
عبّاسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے!

۷ ہر سمت حادثوں کی سنائیں گڑھی رہیں  
نطنیں فرازِ عرشِ بریں سے لڑی رہیں  
پاؤں کی ٹھوکروں میں رکابیں پڑی رہیں  
قبضے میں ذوالنفتار کی نبضیں اڑی رہیں  
عبّاسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھ گیا  
بوڑھے، بہادروں کو علیؑ یاد آگیا

۶  
 حملے وہ تیغ تیغ تو بازو یہ ڈھال ڈھال  
 آنکھیں ہیں زخم زخم تو محبوب بال بال  
 اعضا ہیں چور چور تو زخمی ہے خال خال  
 دریا ہے سُرخ سُرخ تو پانی ہے لال لال

پیا سا پلٹ رہا ہے مگر سرفراز ہے  
 عباسؑ کبریا تو نہیں، بے نیاز ہےؑ

www.sirat-e-mustaqeem.net

# سلام

پھر آیا ہے محرم کا مہینہ  
لٹاؤ پھر سے اشکوں کا خزانہ

چمن والو علی اصغر سے سیکھو  
خزاں میں مسکرانے کا قرینہ

یہ کس پیاسے نے ٹھکرایا ہے پانی؟  
کہ دریا کی جبیں پر ہے پسینہ

ہوا، عباسؑ کا چہرہ چھپا لے  
کہ مقتل میں چلی آئی سکیں

بنائے بادِ باں زینبِ ردا کو  
تلاطم میں ہے نبیوں کا سفینہ

نشانِ ماتمِ ابنِ علیؑ سے  
مُعلیٰ بنِ گیا ہے اپنا سینہ

غمِ شبیر کے لطف و کرم سے  
ہر اک آنسو ہے جنت کا نگینہ

دکھتا ہے سدا اشکوں کی مے سے  
دلِ مومن کا نازک آبِ گینہ

سدا ملتی ہے محسن کو مولاً  
ترمی دہلیز سے نانِ شبینہ

اس کی دھمک سے زلزلے قصہ بیزید میں  
ترکیب رُدرِ نچ و بلا — ماتم حسینؑ

پلکیں جھپک جھپک کے ثبوتِ عزا سے  
کرتی ہے آنکھ صبح و مسا — ماتم حسینؑ

میں سوچ ہی رہا تھا علاجِ غمِ حیات!  
بے ساختہ کسی نے کہا — ”ماتم حسینؑ“

پابندیاں ہزار ہوں اس ذکر پر مگر  
محسن کریں گے ہم تو سدا ماتم حسینؑ



## سلام

ما تم کمر و کہ عظمتِ انسانِ اُداس ہے  
دنِ ڈھل چکا ہے، شامِ غریباں اُداس ہے

لاشِ حسینؑ دھوپ کے صحرا میں دیکھ کر  
دوشِ رسولؐ، تختِ سلیمان اُداس ہے

شبِ تیرے آخری سجدے کی یاد میں  
بے چین ہے نماز، تو قرآن اُداس ہے

وہ کون دو شہید ہیں جن پر ستم کے بعد  
خنجر کی دھار، تیر کا پیکاں اُداس ہے

یہ کس کی ہچکیوں سے شہیدوں کے ساتھ ساتھ  
مقتل کے آس پاس بیاباں اُداس ہے!!

ج  
ج  
ن  
نا  
قندیلِ شہستانِ مناجاتِ اِمامت  
وہ ضبط کہ خود حوصلہ مندی میں قیامت  
وہ عزمِ مسلسل کہ مصائب میں سلامت  
زینب ہے شریعت کے تقدس کی علامت

اے فاطمہؑ زہرا تیری تقدیر بھلی ہے  
بیٹے جو محمدؐ ہیں تو بیٹی بھی علیؑ ہے

اُچھے جو کبھی عدل سے جاں دادہ منصب  
یا حد سے بڑھی سازشِ کم ظرفیِ مرتد  
یہ طے ہے کہ اسلام پریشان ہو واجبِ جب  
توحید کا پرچم لیے آگے بڑھی زینبؑ

بولی تو ستمِ خوف سے خود خاک بہ سر تھا  
ہر لفظ میں اک ضربِ یُد اللہ کا اثر تھا

زینبؑ کے وہ خطبات وہ آیات کا طوفان!  
جذبوں کا تلاطم وہ تہہ تابشِ ایمان!  
ہر حرف کے ادراک میں کھلتا ہوا قرآن  
یک جنبشِ لبِ صورتِ برقِ سہرِ فاران

جَلِ بَجْھ گیا باطل کہ دھواں تک نہیں ملتا  
اب بیعتِ فاسق کا نشان تک نہیں ملتا

جب ظلم کا خنجر ہوا پیوستِ رگِ جاں!  
 جب سو گئے صحرائیں شریعت کے حُدی خواں  
 نیزوں پہ سجائے گئے جب صبر کے قُرآن!  
 نازل ہوئی افلاک سے جب شامِ غریباں  
 آوازِ دلِ شیرِ جلی بن گئی زینب!  
 اظہارِ شجاعت میں علی بن گئی زینب!

عباسؑ کے پرچم کو بڑی دھج سے سنبھالا  
 لہجے کو امامت کے خم و پیچ میں ڈھالا  
 جلتے ہوئے خیموں سے یتیموں کو نکالا  
 یوں خُونِ شہیداں سے رُخِ عزم اُجالا  
 آئی یہ صدا آج سے تو محورِ دیں ہے  
 زینبؑ تو شریعت کے لیے فتحِ مبیں ہے

تجھ سے ہے رُخِ دیں پہ صباحتِ مری بی بی  
 تُو مصحفِ ناطق کی وضاحتِ مری بی بی  
 تفسیرِ حیاتِ مری فصاحتِ مری بی بی  
 اے دہر میں محمدؐ و مہِ راحتِ مری بی بی  
 اس واسطے بگڑی ہوئی تقدیرِ بنی ہے  
 اسلام کے سہ پر تری چادرِ جو تنی ہے

اے تاجورِ کشورِ عصمت ، دِلِ اجداد ،  
 اے جرأتِ بے باک کی تجریدِ خداداد  
 انبوہِ مصائب میں بھی بے بہرہ فریاد  
 ماںِ فخرِ جہاں باپ ہے جبریل کا استاد  
 دُنیا کی خواتین میں یہ عنزم کہاں ہے ؟  
 تاریخ کی نظروں میں مصائب کی تو ماں ہے !

اے مصحفِ ناطق کے ہر اک لفظ کی تفسیر  
 ہر ظلم پہ غالب رہی آخر تیری تدبیر  
 اللہ سے وہ حشر جگاتی ہوئی تقریر  
 اک پل میں پگھلنے لگی ہر جبر کی زنجیر  
 زینبِ تیری آواز سے وہ ضرب پڑی ہے  
 تاریخ ابھی گوشِ بر آواز کھڑی ہے !

آباد ہے اُمت کا ہر اک گھر ترا صدقہ  
 شاہوں سے غنی تیرے گداگر ترا صدقہ  
 بہنوں کے سلامت ہیں برادر ترا صدقہ  
 ماؤں کے سروں پر بھی ہے چادر ترا صدقہ  
 ہر رسمِ عنایتِ تجھ سے زمانے میں چلی ہے  
 تو شارحِ کردارِ حسین ابنِ علی ہے

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

وقت

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)



چھٹے کی کذب کی گردِ کُہن آہستہ آہستہ!  
 رُمٹے کی فسکِ انساں کی تھکن آہستہ آہستہ  
 ابھی تاریخ کو بچپن کی سرحد سے گزرنے دو  
 کھلیں گے اس پہ اوصافِ حسن آہستہ آہستہ



حسنِ مولا، حوادثِ جب بہ اندازِ دگر آئے  
 تری بخشش کے سماں آنکھ سے دل میں تر آئے  
 تلاشِ رزق کی خاطر جو سُوئے آسماں دیکھا  
 ستارے تیرے سترِ خوان کے ٹکڑے نظر آئے



میزانِ عدل میں ہیں برابر کے دو امام  
 اک سرِ خروچِ چین ہے مقدس چین کے بعد  
 لوحِ جبینِ عظمتِ آدم پہ حشر تک  
 نامِ حسینِ ثبوت ہے لیکن حسن کے بعد



عہدِ خزاں سرسبز کی غارت گری نہ پوچھ  
خوشبو کو خود تلاشِ حُددِ چمن کی ہے:  
اس دورِ فتنہ پرور و عصرِ فساد میں!  
دنیا کو بہرِ اُمن ضرورتِ حسن کی ہے



صاحبِ فکر و نظر، حق کا ولی کہتے ہیں  
کاشفِ کُنز و حبیبِ اُزلی کہتے ہیں ✓  
جس کو دُوبا ہوا سُورج بھی پلٹ کر دیکھے  
ہم اُسے اپنے عقیدے میں علیؑ کہتے ہیں



حُسنِ حق، واقفِ اسرارِ حبلی یاد آیا  
مرکزِ فتنہ، دوعالم کا ولی یاد آیا  
جب کبھی ”ماہِ رجب“ صحنِ حرم سے گزرا  
مُسکراتے ہوئے کعبے کو علیؑ یاد آیا





مزاج گل شاخ گل پہ دیکھو، مقام خوشبو صبا سے پوچھو،  
 علیؑ کا رتبہ گھٹانے والو، علیؑ کا رتبہ خدا سے پوچھو ✓  
 لحد میں مُنک کر نکیر پوچھیں گے کچھ تو یہ کہہ کے ٹال دوں گا!  
 سوال مشکل ہے اے فرشتو، جواب مشکل کُشا سے پوچھو



ہو خُسم پر جس کا اعلان امیر المومنین ہونا  
 اُسے چچتا ہے سلطانِ فلک، فخرِ زمیں ہونا  
 بشر تو کیا فرشتے دل ہی دل میں کہہ اُٹھے محسن  
 علیؑ کو زبیب دیتا ہے نبیؐ کا جانشین ہونا



شجاعت کا صدف، مینارۃ الماس کہتے ہیں  
 غریبوں کا سہارا، بے کسوں کی آس کہتے ہیں  
 یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھانوں سے لریں  
 اُسے ارض و سما والے سخی عباس کہتے ہیں



نبضیں لرز رہی ہیں ضمیرِ حیات کی،  
سانسیں اکھڑ رہی ہیں دلِ کائنات کی  
عباس کے غضب کا اثر ہے کہ آج تک  
ساحل سے دُور دُور ہیں موجیں فرات کی،



تاجدارِ قلب و جاں، بحرِ سخا عباسؑ ہے  
پاسدارِ فناء و آرز و سما عباسؑ ہے  
کیوں نہ ہو مقبول اس کا نام خاص و عام میں  
حیدر و حسنین و زہرا کی دُعا عباسؑ ہے



اس کے مقابلے میں ہے اُذھی، ستم کی دُھوپ  
اس کے کرم کی چھاؤں کا پہرہ ہے فرشِ پر  
کچھ اس لیے بھی جھک نہ سکے گایہ حشر تک  
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے عرشِ پر!

○  
 انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسین کا  
 خیرات میں بھی دیکھتے ہیں حسین کا  
 سُورج پہ سوچ، چاند ستاروں پہ غور کر  
 تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسین کا

○  
 اے خداوند کی تقسیم اٹل ہو جاتی  
 دل کو حاصل نئی معراجِ عمل ہو جاتی  
 وقتِ آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ  
 کربلا، حنائے کعبہ کا بدل ہو جاتی

○  
 روزِ حساب سب کا سفہ ہو گا مختلف  
 دوزخ میں دفن ہوں گے کئی سنگِ خشت میں  
 لیکن حسینؑ، ہم ترے نوکرِ بصدِ خروش  
 جائیں گے کربلا سے گزر کر بہشت میں

○  
دل میں شبیر کی چاہت کا اثر پیدا کر  
بہرِ عقبیٰ کوئی سامانِ سفر پیدا کر  
تیرے اعمال سنور جائیں گے اک لمحے میں  
شرطِ اتنی ہے کبھی حر کی نظر پیدا کر

○  
یہ بات صرف ختم نہیں معجزات پر  
بخشش بھی ڈھونڈھتی ہے شہِ مشرقین کو  
مہمان بن کے آیا تو جنت خرید لی۔!  
خود کتنا جانتا تھا مزاجِ حسین کو!

○  
تاریخ تیرے سُجھل پہ رُوئے گی عجب  
ہر اشک ایک طنز ہے تیرے مزاج پر  
چھ ماہ کا لال، اور ابھی تک ہے تشنہ لب؟  
اے موجِ فرات، کہیں جا کے ڈوب مر!!



دشتِ بلا کی دُھوپ میں ٹکرا کے موت سے  
خود زندگی کو نبضِ بشر میں پرو دیا !  
شبیرؑ، تُو نے اپنے لہو سے بصدِ غروش  
بیعت کا داغِ نوحِ دو عالم سے دھویا



توحید کی جاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل  
ورنہ یہ کلی کھُل کے کھلی ہے نہ کھلے گی ! ✓  
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ  
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی۔ !



کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دُور ہے  
کوئی تو ہے جو ضبطِ انا کا غرور ہے  
اب تک جو سرنگوں نہ ہوا چرمِ حسین  
اس پر کسی کے ہاتھ کا سایہ ضرور ہے



مُصِیبت کا پینے لگتی ہے اک نعرے کی ہیبت سے  
مَوَدّت کے چمن کی ہر گلی یک لخت کھلتی ہے!  
خُدا برحق سہی لیکن پریشانی کے عالم میں  
عُلیٰ کا نام لینے سے بڑی تسکین ملتی ہے!!



دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ!  
احساسِ کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ  
اب کیا کہوں علیؑ کی فضیلت کے باب میں  
کچھ بھی نہ ہو — بتوّل کا شوہر تو ہے علیؑ



فِشَارِ قَبْرِ کو ایسا مڈھال کر دوں گا!  
میں مشکوں کی طبیعت بجالا کر دوں گا  
علیؑ کے نام نے جُرأت وہ دی کہ زیرِ لحد  
میں خود فرشتوں پہ کوئی سوال کر دوں گا



وہ اب بھی ہنسنے ناواقف تہذیب و شرافت  
یہ اب بھی رواں صورتِ دریائے عمل ہے !  
کمدارِ یزیدی کے کئی نام و نسب ہیں !!  
شبیر مگر اب بھی اصولوں میں اٹل ہے !



مرضی ہے تیری، فکر میں ترمیم کرنے کو  
سلطانِ عفتل و عشق کو تسلیم کرنے کو  
بچپن میں دیکھ لے ذرا دوشِ رسول پر  
پھر تو مرے حسین کی تعظیم کرنے کو !!



اس مسئلے پہ سوچنا کیسا، کہاں کی بحث؟  
یہ فیصلہ ہے فکرِ شہِ مشرقین کا  
اسلام پر ہے ناز تو تاریخِ پڑھ کے دیکھ !  
اسلام اصل میں ہے تخلصِ حسین کا



مولا حسین تیری مودت سے عہد ہے  
اس عہد پر ہماری انا کو غرور ہے  
ہم تیرے دشمنوں کو نہ بخشیں گے حشر تک  
اور حشر میں بھی اُن سے الجھنا ضرور ہے



قرطاس شفاعت کے سوا اور بھی کچھ مانگ  
محشر میں مودت کی جزا اور بھی کچھ مانگ  
جنت مجھے بخشی تو صد اغیب سے آئی!  
شبیر کے ماتم کا صلا اور بھی کچھ مانگ



ممکن نہیں کسی سے عداوت حسین کی  
سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسین کی  
بازار کے ہجوم سے کہہ دو کہ چپ رہے!  
قرآن کہہ رہا ہے تلاوت حسین کی!





سکتے ہیں خواب دیں ہے کہ تعبیر کچھ کہے  
 ستارے آن دم بخود ہے کہ تفسیر کچھ کہے - !!  
 نوکِ بناں سے عرشِ تنک خامشی تو دیکھ  
 خالق کو انتظار ہے شبیر کچھ کہے !!



یہ تشنگی یہ ضمیرِ بشر کی لوحِ نجات  
 کہ موج کو تر و تنیم احترام کوئے  
 اسی کے فیض سے باقی ہے گی حشرِ تنک  
 نمازِ سجدہ شبیر کو سلام کوئے !!



دشمنِ شکارِ موجِ عمل ہو کے رہ گیا  
 سب تاج و تخت، رزقِ اجل ہو کے رہ گیا  
 اللہ رے اے حسین تیرے صبر کا مزاج  
 دستِ ستم اٹھا تھا کہ شل ہو کے رہ گیا



گر دل میں کدورت ہے ولی ابن ولی کی  
 کاٹا ہے تو گلشن میں نہ کمر بات کلی کی ✓  
 دوزخ ترمی منزل ہے اُسی سمت سفر کمر  
 جنت تو ہے جاگیر حسین ابن علی کی



بشر کا ناز، نبوت کا نور عین حسین  
 جناب فاطمہ زہرا کے دل کا چہرہ حسین  
 کبھی نماز سے پوچھا جو رنج و غم کا علاج  
 کہا نماز نے بے ساختہ ”حسین حسین“ !!



کیا علم تمہیں سایہ دیں اور ہنسنے والوں  
 سوکھا ہے کہاں پیڑ، کہاں شاخ جلی ہے؟  
 اسلام کی تاریخ جھٹک کر کبھی دیکھو - !  
 اسلام تو مقروض حسین ابن علی ہے - !!



مَولائے غوث و قُطبِ قلندر ہے تُو حسینؑ  
 بخشش کا بے کنار سمندر ہے تُو حسینؑ  
 اے وجہِ ذوالحُبَلال، فنا تجھ سے دُور ہے!  
 دل میں نہیں ہے، رُوح کے اندر ہے تُو حسینؑ؛



واجبِ خُدا کی ذات ہے، ممکنِ حُسن ہے!  
 انسان کی نجات کا ضامنِ حُسن ہے!  
 شام و سحر کی گردِ نشِ پیہم سے پوچھ لو!  
 سُوَرَج ہے جس کا خُمس وُہی دِنِ حُسن ہے



چھلنی ہے ظلم و جور سے حبادِ حُسن کا!  
 اپنے لہو میں تر ہے لبِ ادِ حُسن کا  
 لیکن اصولِ دیں کو بچانے کے واسطے  
 باطل پہ چھٹا گیا ہے ارادِ حُسن کا



وہ جس کی سلطنت ہو دلِ ماؤطین پر  
وُکھ سہ کے جو شکن نہ اُبھارے جبین پر  
تاریخ میں حسینؑ ہے اس شخصیت کا نام  
مقتل کو جو معالیٰ بنا دے زمین پر!

www.sirat-e-mustaqeem.net

## التماسِ دعا

اے رب جہاں، پہنچتنِ پاک کے خالق!  
 اس قوم کا دامنِ غمِ شبیر سے بھر دے  
 بچوں کو عطا کر علی اصغر کا تبسم!  
 بوڑھوں کو حبیب ابنِ مظاہر کی نظر دے

کم سن کو ملے ولولہٴ عون و محمد  
 ہر ایک جوان کو علی اکبر کا جگر دے

ماؤں کو سکھا ثانی زہرا کا سلیقہ  
 بہنوں کو سکینہ کی دعاؤں کا اثر دے

یارب تجھے بیماری عابد کی قسم ہے  
بیمار کی راتوں کو شفا یاب سحر دے

مُفلس پہ زر و مال و جواہر کی ہو بارش  
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کر دے

پابندِ رس زینب و کشتوٹ کا صدقہ  
بے حُرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے

جو مائیں بھی روتی ہیں بیادِ علی اصغر  
اُن ماؤں کی آغوش کو اولاد سے بھر دے

جو حق کے طرفدار ہوں وہ ہاتھ عطا کر  
جو مجلسِ شبیر کی خاطر ہو وہ گھر دے

قسمت کو فقط خاکِ شفا بخش دے مولا  
میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے غسل و گُہر دے

آنکھوں کو دکھِ روضہِ مظلوم کا منظر  
قدموں کو نجف تک بھی کبھی اُڑنِ سفر دے

جو چادرِ زینب کی عزا دار ہیں مولا!  
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

عنم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیر  
شبیر کا غم بانٹ رہا ہے تو ادھر دے

کب تک رہوں دنیا میں تیمیوں کی طرح میں؟  
وارث مرا پردے میں ہے ظاہر اُسے کر دے

منظور ہے خوابوں میں ہی آقا کی زیارت  
پرداز کی خواہش ہے نہ جبریل کے ”پر“ دے

جس در کے سوالی ہیں فرشتے بھی بشر بھی  
آوارہ منزل ہوں مجھے بھی وہی در دے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر  
جو کٹ کے بھی اُونچا ہی نظر آئے وہ سر دے

خیراتِ درِ شاہِ نجف چاہیے مجھ کو  
سلمان و ابوذر کی طرح کوئی ہنر دے

صحراؤں میں عابد کی مسافت کے صلے میں  
بھٹکے ہوئے رہرو کو ثمر دار شجر دے

نسر پر ہوسدا پرچہم عباس کا سایہ  
محسن کی دُعا ختم ہے اب اس کو اثر دے

---

www.sirat-e-mustaqeem.net